ماہنامہ

انوارِ مدینہ

شمارہ : ۲	ربیع الاوّل ۱۴۳۲ھ / فروری ۲۰۱۱ء	جلد : ۱۹

سیّد مسعود میاں	سیّد محمود میاں
نائب مُدیر	مُدیر اعلیٰ

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے.........سالانہ ۲۰۰ روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ ۷۵ ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ .... سالانہ ۲۰ ڈالر

امریکہ .... سالانہ ۲۵ ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کا اِی میل ایڈریس

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

fatwa_abdulwahid1@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ MCB (0954) 7914-2

رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302

جامعہ مدنیہ جدید : 042 - 35330311

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310

فون/فیکس : 042 - 37703662

رہائش ''بیت الحمد'' : 042 - 36152120

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۵
مسئلہ رجم	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۳
اَنفاسِ قدسیہ	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ	۲۴
تربیتِ اَولاد	حضرت مولانا محمد اَشرف علی صاحب تھانویؒ	۲۹
وفیات		۳۱
سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ ایک نظر میں	جناب مولانا محمد عثمان صاحب معروفیؒ	۳۳
حضرت اِمام حسن بن علی رضی اللہ عنہما	حضرت مولانا شاہ معین الدین صاحب ندویؒ	۴۳
دارُالعلوم دیوبند کے مردِ دَانا و دَرویش کی رِحلت	حضرت مولانا نور عالم خلیل صاحب اَمینی	۴۸
اِسلام کی اِنسانیت نوازی	حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری	۵۳
گلدستۂ اَحادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۵۶
دینی مسائل		۶۰
اخبار الجامعہ		۶۲

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم امابعد!

دسمبر کے آخری ہفتہ کی بات ہے کہ ایک شادی میں ٹانک براستہ ڈیرہ اِسماعیل خان جانا ہوا ، ڈیرہ اِسماعیل خان سے ٹانک جاتے ہوئے جگہ جگہ فوجی قافلوں کو آتے جاتے دیکھا ہم بچپن سے فوجی قافلوں کو آتے جاتے دیکھ رہے ہیں۔ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے بعد تقریبًا پانچ چھ سال ایسا رہا کہ جہاں کہیں فوجی یا اُن کا قافلہ نظر آتا بچے اُنہیں دیکھ کر تالیاں بجاتے ہاتھ ہلا ہلا کر خوشی کا اِظہار کرتے آگے بڑھ کر مصافحہ کرتے غرض بڑا ہوتا یا چھوٹا ہر کوئی خوشی سے نہال ہوجاتا مگر اَب کی بار رَنگ ہی بدلا ہوا تھا جو دیکھتا خوف کھاتا یا نفرت کرتا دُور سے قافلہ آتا ہوا دیکھ کر گاڑی سڑک کنارے ایسے کھڑی کرتا کہ اُس کا رُخ سڑک کے کنارے کی طرف ہوتا بالکل سیدھا یا سڑک کے اَندر کی طرف گاڑی کا رُخ ہونے کی صورت میں قافلہ کے آگے یا پیچھے نصب بھاری گنوں سے فائرنگ کا قوی اِمکان ہوتا جس کے نتیجہ میں تمام سواریوں کی ہلاکت یقینی ہوتی ، ناکوں پر بھی جوانوں کا طرزِ گفتگو ہتک آمیز اَور گستاخانہ ہوتا خال خال اِس میں شائستگی ہوتی۔ ٹانک شہر میں آنے جانے والے مسافروں کو اپنی سواریوں سے اُتر کر پیدل ناکہ سے گزرنا ہوتا بوڑھے ہوں یا جوان عورت ہو یا بچہ سب کے ساتھ ایک ہی سلوک رَوا تھا۔

پھر آخر میں تلاشی کے بعد خالی گاڑی کو کڑی نگرانی میں گزرنے کا حکم ہوتا صدیوں سے آباد اِس علاقہ کے باسیوں کے ساتھ اپنی ہی فوج کا یہ رویّہ ہمیں کس طرف لے جارہا ہے کیا ہم منزل سے قریب ہورہے ہیں یا دُور ، ہم اپنے ایجنڈے پر چل رہے ہیں یا امریکی اَور قادیانی ایجنڈے پر۔

اپنے جریدے کے توسط سے قوم کے زعماء فوج کے سالاروں کو آنکھوں دیکھی داستان نظر نواز کر رہا ہوں اَور آخر میں ایک اَور بات گوش گزار کر رہا ہوں کہ ہر جگہ یہ جملہ کان میں پڑتا رہا اَمریکی فوج ، برطانوی فوج، نیٹو اَفواج، مگر ''پاک فوج'' کے بجائے ''ناپاک فوج'' کا لفظ جب کان میں پڑتا تو سب کچھ اُجڑتا ہوا محسوس ہوتا اَور یوں لگتا کہ جیسے بہت کچھ حاصل کرنے کے بعد سب کچھ گنوا دیا ہو۔

فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

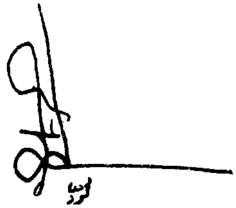

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) زیرِ تعمیر مسجد حامدؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے مجوزہ دَارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) اَساتذہ اور عملہ کے لیے رہائش گاہیں

(۴) کتب خانہ اور کتابیں

(۵) زیرِ تعمیر پانی کی ٹنکی کی تکمیل

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔

مولای صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرتِ اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری ومقبول فرمائے۔(آمین)

بعد کے آنے والوں کا قابلِ رشک اِیمان۔ قاضی شریحؒ حضرت علیؓ کی نظر میں صحابہؓ کی علمی آزمائش۔ اِمام اَبو یوسفؒ کا خوف وخشیت اَور بے باک فیصلے اللہ تعالیٰ کے یہاں اِن کا درجہ اَور اُس کی وجہ

﴿ تخریج وتزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 64 سائیڈ A 1987 - 01 - 09)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقہٖ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہٖ اجمعین امابعد !

حضرتِ آقائے نامدار ﷺ نے ایک دفعہ صحابۂ کرامؓ سے دریافت کیا **اَیُّ الْخَلْقِ اَعْجَبُ اِلَیْکُمْ اِیْمَانًا** تمہیں مخلوقات میں اِیمان کے لحاظ سے کون سی مخلوق زیادہ عجیب لگتی ہے، اِس طرح کی باتیں رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم صحابۂ کرامؓ سے پوچھتے رہتے تھے۔

اِس کا ایک فائدہ ہے فائدہ یہ ہے کہ جب سوال کیا جائے گا تو سُننے والا غور کر کے جواب دے گا اُس سے اُس کی سمجھ کا اَندازہ ہوگا یہ ایک طرح کا اِمتحان ہوگیا کہ میرے ساتھی مجھ سے سیکھنے والے میرے صحابہ اِن کی سمجھ کتنی مکمل ہوئی ہے اَور کتنی اَور ہونی ہے اَور کس کی ہوگئی کتنی اَور کس کی کتنی نہیں ہوئی، ایک فائدہ تو یہ تھا تو ایسے سوالات رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کرتے رہا کرتے تھے۔ تو کبھی صحابۂ کرام کی سمجھ میں آتا تھا تو جواب دیتے تھے اَور بالکل سمجھ میں نہ آئے تو پھر کہہ دیتے تھے کہ اَللہ زیادہ جان سکتا ہے جناب زیادہ جان سکتے

ہیں اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ اَور سمجھ میں آجاتا تھا تو جواب دے دیتے، وہ صحیح ہوتا تھا تو ٹھیک ہے نہ صحیح ہوتو رسول اللہ ﷺ صحیح کردیتے تھے تو ایک فائدہ تو یہ تھا کہ آزمائش ہوتی رہے سمجھ داری کی گویا ایک طرح کا اِمتحان ہوگیا۔ اَور دُوسرا فائدہ یہ ہے کہ جب کسی آدمی سے کوئی سوال کیا جائے اَور اُسے جواب نہ آئے تو پھر پوری توجہ دیتا ہے کہ جواب اِس کا کیا ہوسکتا ہے۔

اِمام اَبو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ ایک مرتبہ بیمار ہوگئے تو امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ اُن کی بیمار پُرسی کے لیے گئے اَور اُنہوں نے کہا کہ مجھے تو یہ توقعات تھیں کہ تم بعد تک زندہ رہو گے اَور دینی خدمت اَنجام دوگے وغیرہ۔ اُن کی تعریف بھی کی اُس تعریف سے اُن کو یہ خیال ہوا کہ میں اِس قابل ہوگیا ہوں کہ میں اپنا حلقۂ درس اَلگ قائم کرلوں، اُن کو صحت ہوگئی تو حلقۂ درس الگ قائم کرلیا۔

اِمامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو خیال آیا کہ وہ ٹھیک بھی ہوگئے ہیں اَور آئے نہیں ہیں تو کسی نے بتایا کہ وہ تو اِس طرح سے درس دے رہے ہیں۔ اِس میں کوئی نفسانیت نہیں تھی بس سمجھ کی بات تھی صرف اَور معلوم ہوتا ہے کہ نفسانیت اُن کے پاس آئی ہی نہیں۔

تو اِمامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو خیال ہوا کہ یہ اِنہوں نے کام ٹھیک نہیں کیا اَبھی بہت ساری چیزیں تربیت کی باقی ہیں تو اُن کے پاس ایک آدمی بھیجا کہ یہ مسئلہ پوچھو اُن سے جاکر کہ ایک آدمی نے دھوبی کو کپڑے دِیے کہ یہ دھودو، جب وہ کپڑے لینے گیا ہے اُس سے کہ بھئی دُھل گئے یا نہیں؟ تو اُس نے کہا کہ اَبھی نہیں دُھلے اُس کے بعد وہ کپڑے لے آیا کہ یہ تیار ہیں کپڑے تو اَب اُن کپڑوں کی اُجرت دینی ہوگی یا نہیں؟ تو اگر اِمام ابو یوسف جو یعقوب کہلاتے تھے وہ یہ کہیں کہ نہیں دینی ہوگی تو پھر کہہ دینا کہ اَخْطَأْتَ یہ آپ نے جواب غلط دیا اَور اگر وہ کہیں کہ اُجرت دینی ہے تو بھی کہہ دینا کہ اَخْطَأْتَ غلط بات ہے یہ ٹھیک نہیں ہے۔ دونوں صورتوں میں یہی کہہ دینا تو وہ گیا اِمام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے یہ سوال کیا تو اُنہوں نے کہا اُجرت دینی چاہیے تو اُس نے کہا اَخْطَأْتَ غلط بات پھر سوچتے رہے پھر سوچنے کے بعد ذہن میں یہ آیا کہ نہیں دینی چاہیے تو اُس نے کہا اَخْطَأْتَ اَور اِمام صاحبؒ نے سمجھایا یہی تھا کہ یہ کہہ کر واپس چلے آنا تو وہ واپس آگیا یہ سوچتے رہے پھر اِنہوں نے کہا کہ یہ تو میں نہیں حل کرسکتا تو پھر اپنے اُستاد اِمام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے اُنہوں نے دیکھا دیکھ کر کہا کہ وَاللّٰہِ مَاجَاءَ بِکَ اِلَّا مَسْئَلَۃُ الْقَصَّارُ یہ جو دھوبی کا مسئلہ ہے اِسی

کے لیے تم آئے ہو تو پھر اِنہوں نے پوچھا کہ اِس کا جواب ہونا کیا چاہیے۔

دھوبیوں کی پرانی عادت :

تو دھوبیوں کی پرانی عادتیں چلی آرہی ہیں کہ جو اچھے کپڑے آجاتے ہیں اَور اِن کے یہاں کہیں بیاہ شادی ہو تو وہ دھو کر اپنے لیے رکھ لیتے ہیں ایک جوڑا پہن کر جائیں گے پھر واپس آکر اُتار کر دھو دیں گے اَور پھر مالک کو دے دیں گے یہ اِن کا طریقہ پرانا چلا آرہا ہے۔ تو اِمام صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ دیکھا جائے کہ جب یہ کپڑے لینے گئے اَور پھر دھوبی نے یہ کہہ دیا کہ نہیں دُھلے تو اُس نے یہ اِس لیے کہا تھا کہ سچ مچ اُس کے ذہن میں یہی تھا کہ نہیں دُھلے یا اِس لیے کہ اُس کی نیت یہ تھی کہ میں یہ پہن کر جاؤں گا جوڑے یعنی آپ کے لیے دھویا اُس نے یا اپنے لیے دھویا یہ اُس سے پوچھنا ہوگا کہ وہ صحیح بات بتائے کہ کیا قصّہ تھا۔

پہلے جو تو نے کہا کہ نہیں دُھلے تو کیوں کہا، یہ بتا؟ تو اگر وہ کہے کہ میں بھول گیا تھا یا مغالطہ ہوا تو پھر تو آپ دیں گے اُس کو پیسے اَور اگر وہ یہ کہے بھولا تو نہیں تھا بس ایسے ہی ذہن اِدھر اُدھر تھا یہ تھا وہ تھا باتیں بنائے تو پھر سمجھ جانا چاہیے کہ یہ اُس نے اپنے لیے دھوئے تھے تمہارے لیے نہیں دھوئے تو ایسی صورت میں تمہارے اُوپر اُجرت اُس کی واجب نہیں۔ گویا مطلقًا یہ کہنا کہ اُجرت دی جائے گی یہ بھی صحیح نہیں اَور یہ کہنا کہ نہیں دی جائے گی یہ بھی صحیح نہیں بلکہ کچھ پوچھ گچھ کی جائے گی کہ تیرے یہ کہنے کی وجہ کیا تھی۔ تو پھر اِمام اَبو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو تنبُّہ ہوا کہ واقعی گہرائی میں پہنچنے کے لیے جس کیفیت کی اَور جس عقل کی ضرورت ہے اَبھی میں اُن علوم تک نہیں پہنچا ہوں تو پھر وہ مزید اُن سے علوم حاصل کرتے رہے۔

اِمام اَبو یوسفؒ پر اہلِ یورپ کے اِعتراضات اَور اُن کی وجہ :

اِمام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو آج کل بڑا بدنام کیا گیا ہے مستشرقین نے خاص طور پر اُنہیں طعنہ زنی کا نشانہ بنایا ہے کہ وہ سرکاری مولوی تھے وہ ایسے تھے وہ ایسے تھے بہت کچھ بکتے ہیں اُن کے بارے میں، مقصد یہ ہے اُن کا کہ جن لوگوں سے اِن (مسلمان) لوگوں نے مسائل سیکھے ہیں اُن کے بارے میں بُری سے بُری جو بات ہوسکتی ہے بُرائی کی وہ سامنے لائی جائے تاکہ اِن کا اعتماد اُن پر سے ہٹ جائے ایک طرح کی گمراہی پھیلانی مقصود ہے اُن کی، ایسی عجیب وغریب باتیں جو ہم نے کبھی نہیں سُنیں وہ مستشرقین نے نکال کر سامنے رکھیں کہ یہ ہیں وہ باتیں حالانکہ وہ باتیں بالکل بے بنیاد ہیں یا ایسی ہیں کہ اُن کو توڑ موڑ کے خراب کیا گیا ہے کہ

وہ تو خلیفہ کے فلاں وقت کام آئے اَور اُس کی منشاء کے مطابق اُنہوں نے فیصلہ دیا فلاں وقت یہ کیا ایسی ایک آدھ چیز لے لی لیکن اَگر اِمام ابو یوسفؒ کی کتابیں دیکھی جائیں اُن کی تحریرات دیکھی جائیں اُن کا طرزِ خطاب دیکھا جائے تو بڑا عجیب ہے۔

اِن کی کرامت :

چند ایک تو اُن کی کرامتوں کے واقعات ہیں بڑے عجیب۔ کسی نے کہا تھا کہ فلاں کے بارے میں آپ نے یہ حکم دیا ہے کہ اُسے مار دیا جائے اَور ایسے ہم نے اُس کو قتل کیا ہے تو اُس کے خون میں سے آواز آرہی تھی ''اللہ اللہ'' کی تو اُن کے پاس کوئی گلاس تھا اُس کا پانی پھینکا اُنہوں نے تو اُس میں سے لوگوں کو آواز آتی رہی ''اللہ اللہ'' کی تو اُنہوں نے کہا یہ بھی کوئی چیز نہیں ہے یعنی ایسی چیز نہیں ہے کہ جس کو بڑا درجہ دیا جائے۔

حضرت علیؓ اَور عدالتی نظام :

ایک دفعہ فیصلہ تھا کوئی تو جو اُوپر کا حاکم ہوتا ہے اُسے اِختیار ہوتا ہے کہ چاہے تو وہ عدلیہ میں خود چلا جائے یا اُس کو اِختیار دے دے کہ تمہیں اِختیار ہے کہ میرے مقدمات بھی سن لو جیسے حضرتِ علی رضی اللہ عنہ نے قاضی شریح کو اِختیار دیا تھا کہ تمہیں اِختیار ہے۔ اَور ایک یہودی نے زرہ چُرا لی تھی تو حضرتِ علی رضی اللہ عنہ نے اُن کے یہاں مقدمہ دائر کیا یہودی کو بُلایا یہودی نے کہا یہ میری ہے حضرتِ علی رضی اللہ عنہ سے اُنہوں نے کہا کہ جناب کے گواہ؟ تو اُنہوں نے کہا یہ حسنؓ اَور حسینؓ ہیں گواہ۔

تو قاضی شریحؒ نے کہا کہ بیٹوں کا رشتہ ایسا ہے کہ اِن کو گواہ تسلیم کرنا یہ تو ٹھیک نہیں ہے ایک رائے اُنہوں نے دی کہ ایسے نہ ہونا چاہیے۔ حضرتِ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ دو ایسے ہیں کہ اِن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہے اِس لیے یہ اِعتبار کے قابل ہیں ویسے بیٹے کا رشتہ ایسا ہے کہ وہ باپ کے حق میں گواہی دے تو وہ قابلِ اعتبار نہ ہونی چاہیے۔ اُنہوں نے پھر کہا کہ ہیں تو بیٹے رشتہ تو وہی ہے یعنی رسول اللہ ﷺ کی تعریف اُن کے حق میں وہ اپنی جگہ اَور یہ بات کہ وہ گواہی دے سکیں آپ کے لیے یہ تو رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا تو اُنہوں نے کہا ٹھیک ہے۔

پھر یہودی سے بات کی یہودی نے قسم کھالی کہ یہ میری ہے بس حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں سے اُٹھ گئے اَور مسکراتے ہوئے تشریف لے آئے۔ یہ فیصلہ اُس یہودی کے اِیمان کا باعث ہوا کہ وہ مسلمان ہوگیا

کہ اِس قدر عدل اَور اِنصاف تھا تو اُن کی خلافت کو خلافتِ راشدہ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ کہا گیا ہے یعنی جیسے نبی علیہ السلام نے طریقہ رکھا تھا اُس پر قائم رہنا بڑا مشکل کام ہے تو اُس طریقے پر تھی اُن کی خلافت۔

قاضی شریحؒ حضرت علیؓ کی نظر میں :

قاضی شریحؒ تھے تو تابعی مگر فتوے فیصلے بہت عمدہ دیتے تھے جب حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کوفہ میں آئے ہیں تو قاضی شریحؒ نے کہا کہ اَب تو جناب تشریف لے آئے ہیں تو خود فیصلے فرمائیں۔ اُنہوں نے فرمایا کہ مجھے فرصت بالکل نہیں، یہ ہے کہ میں تمہاری عدالت میں آؤں گا دیکھوں گا فیصلے کیسے کرتے ہو اُن کی عدالت میں گئے اُن کے مقدمات سُنے اَور پھر بہت خوش ہوئے اَور فرمایا قُمْ یَا شُرَیْحُ فَاَنْتَ اَقْضَی الْعَرَبِ بہت تعریفی کلمات ہیں جیسے شاباش دی جاتی ہو کہ تم بہترین فیصلہ دیتے ہو اَور حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ علیہ السلام نے بھی فرمایا اَور حضرتِ عمر رضی اللہ کا تو قول ہے ہی یہ کہ اَقْضَانَا عَلِیٌّ ہم میں سب سے عمدہ فیصلہ دے سکتے ہیں تو حضرتِ علیؓ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے رسول اللہ علیہ السلام کا اِرشاد ہے اَور بڑے پُر پیچ فیصلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دِیے ہیں اَور صحابۂ کرام کو اِشکال ہوا ہے اُس میں تو اُنہوں نے یہ اِشکال پیش کیے ہیں رسول اللہ علیہ السلام کے سامنے تو رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو علی نے فیصلہ دیا ہے میں بھی وہی جانتا ہوں یعنی بالکل ہی صحیح فیصلہ ہے۔

اِمام اَبو یوسفؒ کا خوف و خشیت اَور بے باک فیصلے :

اِمامِ ابو یوسفؒ کے سامنے بھی لایا گیا ایک قضیہ اَور مدعٰی علیہ یا مدعی ہارون رشید تھے تو فیصلہ جب ہوا تو عدالت میں آگئے ہارون رشید خود، تو اِمام ابو یوسفؒ نے اُس کو کچھ بہتر درجہ دیا جیسے بیٹھنے کی اِجازت دی جائے یا بہتر جگہ بٹھایا جائے تو اِس طرح کا کچھ سلوک کیا پھر اُنہوں نے سُن کر ہارون رشید کے حق میں نہیں بلکہ دُوسرے کے حق میں دیا ہے فیصلہ۔ لیکن وہ اَفسوس کرتے تھے کہ میں نے اِن کو اُس کے برابر کیوں نہیں بٹھایا یا اُس کے برابر کیوں نہیں کھڑا کیا خصوصیت کیوں کی اِن کے ساتھ اِس پہ اُنہیں اَفسوس رہا ملال رہا مدتوں۔

کتاب الخراج کی تمہید :

پھر ہارون رشید نے پوچھے تھے کچھ مسائل اُن سے تو اُنہوں نے اُس کا جواب لکھا کتاب الخراج

میں اُس کی تمہید جو ہے وہ بڑی سخت ہے وہ آج کے دَور میں لکھ دے اِس طرح کی چیز حاکمِ اعلیٰ کے لیے تو یا تو اُسے عین جمہوریت[1] کہنا پڑے گا یا یہ کہ بغاوت کہنا پڑے گا، بادشاہوں کے یہاں تو یہ بغاوت سے کم نہیں ہے جواُن کی لکھی ہوئی ہے موجود ہے چھپی ہوئی ہے۔

اِمام کرخیؒ کا تقوی اَور علمی اِنہماک :

ایک بزرگ گزرے ہیں کرخی رحمۃ اللہ علیہ اَور اِن کے بارے میں ہے کہ وہ بڑے ہی متقی تھے اُنہوں نے ساری عمر جواپنے والد سے وراثت ملی تھی اُسی میں گزارہ کیا اَور علمی کام کے سوا دُوسرا کام کوئی نہیں کیا تو کرخی رحمۃ اللہ علیہ کا خود اپنا واقعہ یہ ہے کہ اُنہوں نے اِسی طرح وقت گزارا اَور جب بالکل عمر کا آخری حصّہ آگیا تو پھر کسی نے اُن سے ایک دفعہ کہا کہ آپ کا جو مکان ہے اُس کا فلاں حصّہ جو ہے وہ شکستہ ہورہا ہے تو وہ کہنے لگے کہ میں تو اُدھر آٹھ یا دس سال سے گیا ہی نہیں، وہ پیسے ختم ہوتے رہے حتّٰی کہ مکان کی کڑیاں بیچ دیں اَور ایک خادمہ تھی اُن کی اُس کو یہ حکم تھا کہ وہ تیار کرے کھانا لاکر رکھ دے اَور چلی جائے تو یہ اُس میں سے کھالیتے تھے برتن رکھ دیتے تھے کام اپنا جو تھا وہ یہی تھا علمی کام صرف۔

اَور کرخیؒ کا نام کتابوں میں بہت آتا ہے اُن کے بارے میں کہتے ہیں کہ اُن کی اپنی وفات تو اِس طرح ہوئی ہے کہ اُس لڑکی نے آکر کہا اُن کی خادمہ نے کہ جو پیسے آپ نے دِیے تھے وہ سب ختم ہوگئے، کھانا تو دے دیا لاکر مگر جو پیسے دِیے تھے وہ سب ختم ہوگئے تو اِنہوں نے وضو کی، نماز پڑھی نماز کے بعد دُعاء مانگی اَور یہ کہ میں نے کبھی کسی سے کوئی سوال نہیں کیا کسی کے زیرِ بار نہیں رہا تو یہ پیسے ختم ہوگئے ہیں تو اَب اِس دُنیا سے تیرے پاس آنا بہتر ہے، بس اُن کی وفات ہوگئی اُس کے بعد۔

اِمام اَبو یوسفؒ کے بارے میں اِمام کرخیؒ کا خواب :

تو کرخیؒ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا خواب میں کہ جنت کو صاف کیا جارہا ہے تو میں نے ایک فرشتے کو روکا پوچھا اُس سے کہ بھئی یہ کیا ہورہا ہے؟ اُس نے کہا یہ صاف کی جارہی ہے دھوئی جارہی ہے کہا یہ تو صاف ہوتی ہی ہے اُنہوں نے کہا مزید حکم مِلا ہے کہ صاف کی جائے اَور وقت تھوڑا ہے وہ آگے چلا گیا۔ کہتے ہیں میں نے دُوسرے کو دیکھا اُس سے پوچھا تو اُس نے کہا کہ یہ یعقوب کے لیے اِنتظام ہورہا ہے اِمام ابو یوسفؒ

---

[1] اِس سے اِسلامی جمہوریت مراد ہے نہ کہ مغرب کی کفریہ جمہوریت۔

کا نام یعقوب تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اِسے اَور صاف کرو اَور سجاؤ اَور اُن کو پہلے میرے پاس لاؤ میں اُن پہ موتی نچھاور کروں گا پھر اُنہیں (جنت میں) اِس جگہ لے جانا۔

مخالفین کی باتوں پر صبر :

تو پھر دُوسرے تیسرے فرشتے سے کسی سے اُنہوں نے روک کر پوچھا اِنہوں نے کہا کہ یہ درجہ کس لیے ہے اُن کو؟ کہنے لگے وہ لوگوں کی جو باتیں ہوتی تھیں اُن کو برداشت کرتے تھے اِس پر اُن کو یہ درجہ دیا گیا ہے۔ تو باتیں طرح طرح کی ہوتی رہیں اَور ہر حاکم کے بارے میں ہوجاتی ہیں اَور .... پر آنے والا بھی سختی کرتا ہے اَور حاکم کو یہ حکم ہے کہ وہ غصّہ نہ کرے وہ اِنصاف کرے تو ایسی چیزیں جو ہیں یہ اُن کے اَجر کا باعث ہوئیں۔

بہرحال آقائے نامدار ﷺ کا طریقہ بھی یہی تھا پوچھتے تھے سوال کیا کرتے تھے تو صحابۂ کرامؓ نے جواب دیا کہ ملائکہ کا اِیمان سب سے عجیب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اِس میں کون سی تعجب کی بات ہے ملائکہ کے اِیمان میں مَالَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ کیوں اِیمان نہ لائیں وہ وَهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وہ تو اللہ کے پاس ہیں سب چیزیں اُنہیں نظر آتی ہیں جن چیزوں کا تم سے کہا گیا کہ اِیمان لاؤ وہ اُنہیں نظر خود آرہی ہیں تو اُس میں کون سی بات ہوگئی، پھر صحابۂ کرامؓ نے جواب دیا کہ پھر اَنبیائے کرام تو فرمایا مَالَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ اَنبیائے کرام کیوں اِیمان نہ لائیں وَالْوَحْیُ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ اُن پر تو وحی آتی ہے جن پر خود وحی آرہی ہو صاحبِ وحی ہوں وہ کیوں اِیمان نہیں لائیں گے قرآنِ پاک میں ہے اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ رسول کا خود اِیمان ہے اُس پر جو اللہ کی طرف سے اُن کے اُوپر اُتارا گیا ہے یعنی رسول اللہ ﷺ کا اَور آپ سے پہلے تمام اَنبیائے کرام کا یہ تھا تو اگر اپنا یقین نہ ہو تو دُوسرے کو دعوت کیسے دے گا تو اپنا اِیمان تو سب سے پہلے ہوگیا تو اِس میں کون سی بات ہوگئی فرشتہ آتا ہے خطاب کرتا ہے وہ دیکھتے ہیں اُنہیں بہت سی چیزیں نظر آتی ہیں جو چیزیں تمہیں نہیں نظر آتیں۔

کہنے لگے کہ پھر اچھا ہمارا اِیمان ہے اُس کے بعد، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا اِیمان نہ لانے کا مطلب ہی کوئی نہیں تمہیں تو ہونا ہی چاہیے مؤمن کیونکہ میں تمہارے بیچ میں ہوں وَاَنَا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ تم میں موجود ہوں تو اَب سب ہی جو اُن کے ذہن میں تھے وہ طبقات سامنے آگئے ملائکہ اَنبیائے کرام اَور خود

صحابۂ کرام اَور رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا کہ تم روزانہ مجھ سے معجزات دیکھتے ہو تمہارے اِیمان نہ لانے کی وجہ تو کوئی ہے ہی نہیں دُوسری جگہ یہ بھی آرہی تفسیر اِس کی۔ پھر خود رسول اللہ ﷺ نے جواب اِرشاد فرمایا کہ اَعْجَبُ الْخَلْقِ اِلَیَّ میرے نزدیک سب سے زیادہ قابلِ تعجب وہ لوگ ہیں اِیمان کے اعتبار سے کہ جو میرے بعد آئیں گے یَجِدُوْنَ صُحُفًا فِیْھَا کِتَابٌ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا فِیْھَا [1] اُنہیں کوئی چیز نظر نہیں آئی نہ ملائکہ نہ وحی نہ رسول نہ صحابۂ کرام نہ اَور کچھ مگر وہ اِیمان قبول کریں گے رہیں گے اِیمان پر قائم وہ لوگ سب سے عجیب ہیں یعنی تعجب کی بات تو اُن کا اِیمان ہے جنہوں نے کچھ بھی نہیں دیکھا سوائے اِس کے کہ اُن کے پاس کتاب اللہ پہنچی ہے اَحادیث پہنچی ہیں اِسلام کی تعلیمات پہنچی ہیں اَور اُنہوں نے یہ سُن کر اِیمان قبول کرلیا وہ میرے نزدیک سب سے زیادہ باعثِ تعجب ہیں کہ وہ کیسے مؤمن ہورہے ہیں۔

غیر مسلموں کا اِسلام کی طرف رُجحان :

تقسیم سے پہلے تو ہندوؤں کا اِسلام کی طرف بڑا رُجحان بڑھ گیا تھا کلکتہ میں مسجد ناخدا ہے کوئی دِن ایسا نہیں گزرتا تھا کہ وہاں دو تین دو تین آدمی مسلمان نہ ہوتے ہوں اِسی طرح کی رفتار اَور بھی بڑھتی جارہی تھی تو اَب ہفتہ میں ایک آدھ مسلمان ہوجاتا ہے ورنہ وہاں دو دو تین تین چار چار پانچ پانچ چھ چھ سات سات آدمی روزانہ مسلمان ہوتے تھے تو ایک آدمی بھی مسلمان ہوجائے تو پھر اُس کا اَثر پورے خاندان پر پڑتا ہے پھر اِیمان بڑھتا ہے۔ اَور اُس سے بھی زیادہ یہ ہے کہ اَب جبکہ مسلمانوں پر وہاں ہر طرح کا عتاب آرہا ہے اُس وقت بھی مسلمان ہورہے ہیں لوگ تو یہ واقعی آقائے نامدار ﷺ کا فرمان جو ہے یہ سب سے زیادہ وزنی ہے اِس پر تو ہمیں بھی تعجب ہوتا ہے کہ وہاں مسلمان ہونے والے اَب کیسے مسلمان ہورہے ہیں وہ مسلمان ہوکر جمتے ہیں اُس پر اُنہیں تکالیف دی جاتی ہیں سب کچھ ہوتا ہے سب برداشت کرتے ہیں تو یہ خدا کی توفیق ہے اَور ہدایت ہے اَور رسول اللہ ﷺ نے جو اپنی اُمت کے بارے میں فرمایا ہے بشارتیں دی ہیں اِطلاعات دی ہیں حالات بتائے ہیں اُن میں سے یہ چیز ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِیمان کی دولت سے مالا مال فرمائے اَور آخرت میں آپ کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ اختتامی دُعاء .... ✿ ✿ ✿

---

[1] مشکوۃ شریف ص ۵۸۴

علمی مضامین سلسلہ نمبر۴۳ (قسط : ۲)

"الحامد ٹرسٹ" نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر ان کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (ادارہ)

مسئلہ رجم

اِمام اعظم ابوحنیفہؒ کے بعد امام دارُالھجرۃ ، اِمام الائمۃ مالک بن اَنس رحمہ اللہ (۹۳ھ-۱۷۹ھ) دُنیا میں وجود میں آنے والے مسلّمہ اِمام "اِمام مالکؒ" ہیں اِن کی مختصر کتاب موطأ میں کتاب الحدود میں پہلا بیان رجم ہی کے متعلق ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں :

(۱) مَالِکٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ قَالَ جَاءَ تِ الْیَھُوْدُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَذَکَرُوْا لَہٗ اَنَّ رَجُلًا مِّنْھُمْ وَامْرَأَۃً زَنَیَا فَقَالَ لَھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا تَجِدُوْنَ فِی التَّوْرَاۃِ فِیْ شَأْنِ الرَّجْمِ فَقَالُوْا نَفْضَحُھُمْ وَ یُجْلَدُوْنَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ سَلَامٍ کَذَبْتُمْ اِنَّ فِیْھَا الرَّجْمَ فَأْتُوْا بِالتَّوْرَاۃِ فَا تْلُوْھَا فَنَشَرُوْھَا فَوَضَعَ اَحَدُھُمْ یَدَہٗ عَلٰی اٰیَۃِ الرَّجْمِ فَقَرَأَ مَا قَبْلَھَا وَ مَا بَعْدَھَا فَقَالَ لَہٗ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ سَلَامٍ اِرْفَعْ یَدَکَ فَرَفَعَ یَدَہٗ فَاِذَا فِیْھَا اٰیَۃُ الرَّجْمِ فَقَالُوْا صَدَقَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ فِیْھَا اٰیَۃُ الرَّجْمِ فَاَمَرَ بِھِمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَرُجِمَا قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ فَرَأَیْتُ الرَّجُلَ یَحْنِیْ عَلَی الْمَرْأَۃِ وَ یَقِیْھَا الْحِجَارَۃَ . قَالَ مَالِکٌ مَعْنٰی یَحْنِیْ عَلَیْھَا یُکِبُّ حَتّٰی یَقَعَ الْحِجَارَۃُ عَلَیْہِ .

"جنابِ رسول اللہ ﷺ کے پاس یہودی آئے اُنہوں نے آپ سے ذکر کیا کہ اِن میں سے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا ہے اُن سے جناب رسول اللہ ﷺ نے

اِرشاد فرمایا کہ تم رجم کے بارے میں توراۃ میں کیا حکم موجود پاتے ہو؟ کہنے لگے کہ ہم تو اُنہیں رُسوا کردیتے ہیں اَور اُن کے کوڑے لگادیے جاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے کہا کہ تم نے جھوٹ بولا ہے توراۃ میں رجم کے حکم کی آیت موجود ہے توراۃ لاکر پڑھو۔ اُنہوں نے توراۃ لاکر کھولی تو ایک پڑھنے والے شخص نے اپنا ہاتھ رجم کی آیت پر رکھ لیا اِس سے پہلے اَور اِس کے بعد کی عبارت پڑھ دی۔ اُس سے حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے فرمایا کہ تو (یہاں سے) اپنا ہاتھ اُٹھا تو (وہیں) دیکھا کہ آیتِ رجم موجود تھی۔ کہنے لگا کہ اے محمد! عبداللہ بن سلامؓ نے ٹھیک کہا ہے اِس میں رجم کے حکم کی آیت موجود ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے اُن دونوں کو سنگسار کردینے کا حکم فرمایا اَور اُنہیں سنگار کردیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا میں نے اُس مرد کو دیکھا کہ وہ عورت پر جھکتا تھا اَور اُس کو پتھر لگنے سے بچاتا تھا۔''

(۲) مَالِکٌ عَنْ یَّحْیَ بْنِ سَعِیْدٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَیِّبِ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَسْلَمَ جَاءَ اِلٰی اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ فَقَالَ لَہٗ اِنَّ الْاٰخِرَ زَنٰی فَقَالَ لَہٗ اَبُوْبَکْرٍ ھَلْ ذَکَرْتَ ھٰذَا لِاَحَدٍ غَیْرِیْ فَقَالَ لَا فَقَالَ لَہٗ اَبُوْبَکْرٍ فَتُبْ اِلَی اللّٰہِ وَاسْتَتِرْ بِسِتْرِاللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ فَلَمْ تُقَرِّرْہُ نَفْسُہٗ حَتّٰی اَتٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَہٗ مِثْلَ مَا قَالَ لِاَبِیْ بَکْرٍ فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ مِثْلَ مَا قَالَ لَہٗ اَبُوْبَکْرٍ قَالَ فَلَمْ تُقَرِّرْہُ نَفْسَہٗ حَتّٰی اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ لَہٗ اِنَّ الْاٰخِرَ زَنٰی قَالَ سَعِیْدٌ فَاَعْرَضَ عَنْہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ کُلَّ ذٰلِکَ یَعْرِضُ عَنْہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حَتّٰی اِذَا اَکْثَرَ عَلَیْہِ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِلٰی اَھْلِہٖ فَقَالَ ھَلْ یَشْتَکِیْ؟ اَبِہٖ جِنَّۃٌ فَقَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَاللّٰہِ اِنَّہٗ لَصَحِیْحٌ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَبِکْرٌ اَمْ ثَیِّبٌ فَقَالَ بَلْ ثَیِّبٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاَمَرَبِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَرُجِمَ .

''اَسلمی قبیلہ کے ایک شخص حضرت اَبوبکر صدیقؓ کے پاس آئے اَور کہا کہ اِس تباہ حال

نے زِنا کا اِرتکاب کیا ہے۔ اُس سے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ کیا تو نے اِس بات کا ذکر میرے سوا کسی سے کیا ہے؟ اُنہوں نے کہا نہیں۔ اَبوبکرؓ نے فرمایا کہ اللہ سے توبہ کرو اَور اللہ نے تمہارے گناہ پر جو پردہ رکھا ہے اُس سے اپنے آپ کو ڈھانپے رکھو[1] کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے لیکن اُنہیں اُن کے دِل نے چین نہ لینے دیا حتی کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اَور جیسی گفتگو اَبوبکر رضی اللہ عنہ سے کی تھی وہی گفت وشنید حضرت عمرؓ سے بھی ہوئی۔ سعید بن المسیبؒ نے فرمایا کہ پھر اُنہیں اُن کے دِل نے چین نہ لینے دیا حتی کہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ سے عرض کیا کہ ''اٰخِر'' نے زِنا کا اِرتکاب کیا ہے۔ حضرت سعیدؒ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اِن سے رُخ پھیر لیا، تین دفعہ ایسے ہی کیا۔ ہر دفعہ آپ (ﷺ) اُن سے رُخ پھیرتے رہے حتی کہ جب اُنہوں نے زیادہ ہی کہا تو رسول اللہ ﷺ نے اُن کے گھر آدمی بھیجا دریافت فرمایا کہ کیا اِنہیں کوئی دماغی شکایت ہے کیا اِنہیں جنون کا اَثر ہے؟ گھر والوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے سچے رسول کوئی ایسی بات نہیں ہے خدا کی قسم وہ صحیح العقل ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اُن سے دریافت فرمایا کہ یہ غیر شدی شدہ ہیں یا شادی شدہ ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ شادی شدہ ہیں تب جناب رسول اللہ ﷺ نے اِن کے رجم کا حکم دیا تو رجم کر دیا گیا۔''

(۳) مَالِکٌ عَنْ یَّحْیَ بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیِّبِ اَنَّہٗ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ مِّنْ اَسْلَم یُقَالُ لَہٗ ھَزَّالٌ یَا ھَزَّالُ لَوْسَتَرْتَہٗ بِرِدَائِکَ لَکَانَ خَیْرًا لَّکَ . قَالَ یَحْیَ بْنُ سَعِیْدٍ فَحُدِّثَ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ فِیْ مَجْلِسٍ فِیْہِ یَزِیْدُ بْنُ نَعِیْمِ بْنِ ھَزَّالِ الْاَسْلَمِیُّ فَقَالَ یَزِیْدُ ھَزَّالُ جَدِّیْ وَ ھٰذَا الْحَدِیْثُ حَقٌّ .

---

[1] مسئلہ : اگر ایسے گناہ کی کسی کو خبر نہ ہو تو سمجھنا چاہیے کہ خدا نے یہ پردہ رکھا ہے ایسی صورت میں اُسے کسی کو اپنا گناہ نہ بتلانا چاہیے بس خداوندِ کریم کے آگے گڑگڑا کر توبہ کرتے رہنا چاہیے۔

''حضرت سعید بن المسیبؒ نے فرمایا ہے کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک اَسلمی صحابی سے فرمایا جنہیں ھَزَّال کہا جاتا تھا کہ اَے ھزال! اگر تم اِسے (ماعز) کو اپنی چادر سے چھپا لیتے تو یقیناً یہ تمہارے لیے بہتر ہوتا[۱] یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ یہ حدیث ایک ایسی مجلس میں سنائی گئی جس میں یزید بن نعیم بن ھزال اَسلمی موجود تھے تو یزید نے کہا کہ ھزال میرے دادا ہیں اَور اِن کے بارے میں یہ حدیث بالکل درست ہے۔''

(۴) مَالِکٌ عَنِ ابْنِ شَھَابٍ اَنَّہٗ اَخْبَرَہٗ اَنَّ رَجُلًا اِعْتَرَفَ عَلٰی نَفْسِہٖ بِالزِّنَا عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَشَھِدَ عَلٰی نَفْسِہٖ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَاَمَرَبِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَرُجِمَ . قَالَ ابْنُ شَھَابٍ فَمِنْ اَجْلِ ذٰلِکَ یُؤْخَذُ الرَّجُلُ بِاعْتِرَافِہٖ عَلٰی نَفْسِہٖ .

''اِمام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی شخص نے جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اپنے بارے میں زِنا کا اِقرار کیا اَور اُس نے اپنے بارے میں چار دفعہ گواہی دی۔ اِس پر جناب رسول اللہ ﷺ نے اُسے رجم کر دینے کا حکم دیا تو اُسے رجم کر دیا گیا۔ ابن شہاب نے فرمایا کہ اِسی لیے یہ قانون ہوگیا کہ آدمی کو اپنے بارے میں اِعتراف کرنے پر اُس سے مواخذہ کیا جاتا ہے۔''

(۵) مَالِکٌ عَنْ یَّعْقُوْبَ بْنِ زَیْدِ بْنِ طَلْحَۃَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُلَیْکَۃَ اَنَّہٗ اَخْبَرَہٗ اَنَّ امْرَاَۃً جَاءَ تْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَاَخْبَرَتْہُ اَنَّھَا زَنَتْ وَھِیَ حَامِلٌ فَقَالَ لَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذْھَبِیْ حَتّٰی تَضَعِیْ فَلَمَّا وَضَعَتْہُ جَاءَ تْہُ فَقَالَ اذْھَبِیْ حَتّٰی تُرْضِعِیْہِ فَلَمَّا اَرْضَعَتْہُ جَاءَ تْہُ فَقَالَ اذْھَبِیْ فَاسْتَوْدِعِیْہِ قَالَ فَاسْتَوْدَعَتْہُ ثُمَّ جَاءَ تْ فَاَمَرَ بِھَا فَرُجِمَتْ.

(موطأ اِمام مالکؒ ص ۶۸۳ و ۶۸۴)

---

[۱] مسئلہ : اگر کسی کو کسی شخص کے بارے میں ایسے گناہ کا پتہ چلے تو اُسے چھپائے ہی رکھنا چاہیے اَور چھپانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

''حضرت عبداللہ بن مُلیکہؒ نے بیان فرمایا کہ ایک عورت نے جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر بتلایا کہ اُس نے زِنا کا اِرتکاب کیا ہے اَور وہ حاملہ تھی۔ اُس سے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ حتی کہ بچہ کی وِلادت ہو جب بچہ پیدا ہو گیا تو وہ پھر حاضر ہوئی۔ اَب کی دفعہ فرمایا کہ جاؤ حتی کہ اِس کے دُودھ پینے کی مدت پوری ہو۔ جب اُس نے رضاعت کی مدت پوری کر لی تو حاضر ہوئی۔ اِرشاد فرمایا کہ جاؤ اِسے کسی کے سپرد کر آؤ، اُنہوں نے بتلایا کہ اُس نے بچہ کسی کے سپرد کیا پھر آئی تب آپ نے اُس کے بارے میں حکم فرمایا تو اُسے رجم کر دیا گیا۔''

(۶) مَالِکٌ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ اَنَّهُمَا اَخْبَرَاهُ اَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَحَدُهُمَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَقَالَ الْاٰخَرُ وَهُوَ اَفْقَهُهُمَا اَجَلْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَائْذَنْ لِّیْ اَنْ اَتَكَلَّمَ قَالَ تَكَلَّمْ فَقَالَ اِنَّ ابْنِیْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰی هٰذَا فَزَنٰی بِامْرَأَتِهٖ فَاَخْبَرُوْنِیْ اَنَّ عَلٰی ابْنِیْ الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِأَةِ شَاةٍ وَبِجَارِيَةٍ لِّیْ ثُمَّ اِنِّیْ سَأَلْتُ اَهْلَ الْعِلْمِ فَاَخْبَرُوْنِیْ اَنَّ عَلٰی ابْنِیْ جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبَ عَامٍ وَاِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَی امْرَأَتِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَاَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ اَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَجَلَدَ ابْنَهٗ مِائَةً وَغَرَّبَهٗ عَامًا وَاَمَرَ اُنَيْسَ الْاَسْلَمِيَّ اَنْ يَّأْتِیَ امْرَأَةَ الْاٰخِرِ فَاِنِ اعْتَرَفَتْ رَجَمَهَا قَالَ فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا . قَالَ مَالِكٌ وَالْعَسِيْفُ الْاَجِيْرُ .

''حضرت اَبو ہریرہ اَور زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما نے بتلایا کہ دو آدمی جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنا جھگڑا لائے۔ ایک نے کہا اے رسول اللہ ہمارے مابین کتاب اللہ سے فیصلہ فرما دیجیے اَور دُوسرے نے جو اِن دونوں میں زیادہ سمجھدار تھا کہا

جی ہاں اے رسولِ خدا ہمارے مابین کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرما دیجیے اَور مجھے اِجازت دیجیے کہ میں بات عرض کروں۔ اِرشاد فرمایا کہ بات کرو تو اُس نے کہا کہ میرا بیٹا اِس کے یہاں اُجرت پر کام کرتا تھا تو اُس نے اِس کی بیوی سے زنا کیا تو مجھے لوگوں نے بتلایا کہ میرے بیٹے پر رجم کی سزا جاری کی جائے گی۔ میں نے اِس حد سے بچانے کے لیے ایک سو بکریاں اَور اپنی ایک باندی اِس کے عوض فدیہ میں دیں پھر میں نے اہلِ علم سے دریافت کیا تو اُنہوں نے بتلایا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اَور ایک سال جلا وطنی آتی ہے اَور رجم اُس کی بیوی پر آتا ہے۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں یقیناً تمہارے مابین کتاب اللہ سے فیصلہ دُوں گا۔ تیری بکریاں اَور باندی تو تو ہی واپس لے لے اُس کے بیٹے کے سو کوڑے لگوائے اَور اُسے ایک سال کے لیے جلا وطن کیا اَور اُنَیْسِ اَسْلَمِیْ سے فرمایا کہ دُوسرے شخص کی عورت کے پاس جائیں (اُس سے دریافت کریں) اگر وہ اِعتراف کرے تو اُسے رجم کر دیں۔ اُس نے اِعتراف کر لیا تو اُسے رجم کر دیا۔ اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عسیف اَجیر کو کہتے ہیں۔''

(۷) مَالِکٌ عَنْ سُھَیْلِ ابْنِ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ اَنَّ سَعْدَ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَرَأَیْت لَوْ اَنِّیْ وَجَدْتُّ مَعَ امْرَأَتِیْ رَجُلًا اُمْھِلُهٗ حَتّٰی اٰتِیَ بِاَرْبَعَةِ شُھَدَاءَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ .

''حضرت سعد بن عبادة (جو سردارِ قوم تھے) نے جنابِ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر میں اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو دیکھوں تو کیا اُسے اِس حالت میں چھوڑ کر چار گواہ لاؤں، جناب رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا ''ہاں''۔''

یعنی اگر گواہ نہ ملیں گے تو عورت پر حدِ رجم نہ جاری کی جائے گی بلکہ یا تو شوہر اُسے طلاق دے دے یا قاضی کے یہاں دعویٰ کرے تو ایسی صورت میں لعان کرایا جائے گا۔

(۸) مَالِکٌ عَنِ ابْنِ شَہَابٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ یَقُوْلُ اَلرَّجْمُ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ حَقٌّ عَلٰی مَنْ زَنٰی مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ اِذَا اَحْصَنَ اِذَا قَامَتْ عَلَیْہِ الْبَیِّنَۃُ اَوْ کَانَ الْحَبْلُ اَوِ الْاِعْتِرَافُ .

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ وہ فرمارہے ہیں: رجم کتاب اللہ میں حق ہے یہ اُس پر جاری ہوگا جو زِنا کا اِرتکاب کرے مرد ہو یا عورت جبکہ وہ محض (شادی شدہ) ہو جب گواہ گواہی دیں یا حمل پایا جائے یا اِن میں سے کوئی خود اِعتراف کرے۔''

(۹) مَالِکٌ عَنْ یَّحْیَ بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِیْ وَاقِدِ اللَّیْثِیِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَتَاہُ رَجُلٌ وَھُوَ بِالشَّامِ فَذَکَرَ لَہٗ اَنَّہٗ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِہٖ رَجُلًا فَبَعَثَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَبَا وَاقِدِ اللَّیْثِیَّ اِلَی الْمَرْأَۃِ یَسْأَ لُھَا عَنْ ذٰلِکَ فَاَتَاھَا وَعِنْدَھَا نِسْوَۃٌ حَوْلَھَا فَذَکَرَ لَھَا الَّذِیْ قَالَ زَوْجُھَا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ . وَاَخْبَرَھَا اَنَّھَا لَا تُؤْخَذُ بِقَوْلِہٖ وَجَعَلَ یُلَقِّنُھَا اَشْبَاہَ ذٰلِکَ لِتَنْزِعَ فَاَبَتْ اَنْ تَنْزِعَ وَ تَمَّتْ عَلَی الْاِعْتِرَافِ فَاَمَرَ بِھَا عُمَرُ فَرُجِمَتْ .

''حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ شام تشریف لے گئے تو ایک شخص آیا اُس نے آپ سے ذکر کیا کہ اُس نے اپنی بیوی کے پاس ایک مرد کو دیکھا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اَبو واقد اللیثی کو عورت کے پاس بھیجا کہ اِس واقعہ کے بارے میں اُس سے حال دریافت کریں وہ وہاں پہنچے تو اُس عورت کے گرد اَور عورتیں بھی تھیں اُنہوں نے اُس کے شوہر کی بات جو اُس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہی تھی نقل کی اَور اُسے یہ بتلا دیا کہ اُس سے (محض) اِس کے شوہر کے کہنے پر گرفت نہیں کی جائے گی اِس طرح کی اَور باتیں وہ اُس سے اِس لیے کرتے رہے کہ وہ اِعترافِ زنا سے رجوع کرے لیکن وہ پھر بھی اِقرارِ زنا پر ہی مکمل طرح جمی رہی، آخر کار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تو اُسے رجم کر دیا گیا۔''

(١٠) مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ لَمَّا صَدَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ مِنًى اَنَاخَ بِالْاَبْطَحِ ثُمَّ كَوَّمَ كَوْمَةً بَطْحَاءَ ثُمَّ طَرَحَ عَلَيْهَا رِدَائَهُ فَاسْتَلْقٰى ثُمَّ مَدَّ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ كَبِرَتْ سِنِّىْ وَضَعُفَتْ قُوَّتِىْ وَانْتَشَرَتْ رَعِيَّتِىْ فَاقْبِضْنِىْ اِلَيْكَ غَيْرَ مُضَيِّعٍ وَلَا مُفْرِطٍ ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَخَطَبَ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ سُنَّتْ لَكُمُ السُّنَنُ وَ فُرِضَتْ لَكُمُ الْفَرَائِضُ وَ تُرِكْتُمْ عَلَى الْوَاضِحَةِ اِلَّا اَنْ تَضِلُّوْا بِالنَّاسِ يَمِيْنًا وَّ شِمَالًا وَ ضَرَبَ بِاِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى ثُمَّ قَالَ اِيَّاكُمْ اَنْ تَهْلِكُوْا عَنْ اٰيَةِ الرَّجْمِ اَنْ يَّقُوْلَ قَائِلٌ لَا نَجِدُ حَدَّيْنِ فِىْ كِتَابِ اللّٰهِ فَقَدْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَجَمْنَا وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَوْلَا اَنْ يَّقُوْلَ النَّاسُ زَادَ عُمَرُ فِىْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَتَبْتُهَا اَلشَّيْخُ وَ الشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا اَلْبَتَّةَ فَاِنَّا قَدْ قَرَأْنَاهَا قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فَمَا انْسَلَخَ ذُوالْحِجَّةِ حَتّٰى قُتِلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَحِمَهُ اللّٰهُ . قَالَ مَالِكٌ : قَوْلُهُ اَلشَّيْخُ وَ الشَّيْخَةُ يَعْنِىْ اَلثَّيِّبُ وَالثَّيِّبَةُ فَارْجُمُوْهُمَا اَلْبَتَّةَ .

''حضرت سعید بن مسیّبؒ نے فرمایا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ حج کے بعد منٰی سے واپس ہوئے تو اُنہوں نے اَبطح نامی میدان میں پڑاؤ ڈالا پھر اُنہوں نے ایک (ریت اَور پتھریوں کے) ڈھیر کو درست طرح بنایا پھر اُس پر اپنی چادر ڈال کر لیٹ گئے پھر آسمان کی طرف دونوں ہاتھ اُٹھا کر دُعاء کرنے لگے کہ اے اللہ! میں کبیر السن ہوگیا ہوں اَور میری قوت کمزور ہوگئی ہے میری رعایا پھیل گئی ہے (رعایا میں اِنتشار ہے) مجھے اپنے پاس بُلا لے نہ میں (لوگوں کی شرارتوں سے) ضائع ہوں نہ (اُن پر) زیادتی کروں۔

پھر مدینہ منورہ آئے تو خطبہ اِرشاد فرمایا: آپ نے اُس بیان میں پھر یہ بھی فرمایا کہ اے لوگو! تمہارے لیے سنتیں مقرر کی گئی ہیں اَور فرائض بھی مقرر کیے گئے ہیں اَور تمہیں واضح (صاف اَور کھلے) راستہ پر چلتا چھوڑا گیا ہے سوائے اِس کے کہ تم اَور لوگوں کی وجہ

سے دائیں بائیں چل کر گمراہ ہونے لگو۔ یہ فرماتے وقت آپ نے اپنا ایک ہاتھ دُوسرے ہاتھ پر مارا پھر فرمایا کہ دیکھو آیتِ رجم کے بارے میں بچتے رہنا کہیں اِس مسئلہ میں ہلاکت میں نہ پڑ جانا کہ کہیں کوئی کہے کہ کتاب اللہ میں (ہمیں ایک حد یعنی کوڑے تو ملتے ہیں) دو حدیں (یعنی دُوسری حدِ رجم) ہم اِس میں نہیں پاتے کیونکہ بلا شبہ رسول اللہ ﷺ نے حدِ رجم جاری فرمائی ہے اَور ہم نے بھی رجم کیا ہے۔ قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر لوگ یہ نہ کہیں کہ عمر نے کتاب اللہ میں اِضافہ کر دیا تو میں اِس آیت کو قرآن میں لکھ دیتا کہ شادی شدہ مرد اَور عورت جب زِنا کا اِرتکاب کریں تو اُنہیں ضرور رجم کردو کیونکہ ہم نے اِسے آیتِ قرآنی کی صورت میں پڑھا ہے۔

سعید بن المسیبؒ فرماتے ہیں کہ ذوالحجہ نہ گزرنے پایا تھا کہ حضرت عمرؓ شہید کر دیے گئے۔

اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ'' اَلشَّیْخ '' اَور'' اَلشَّیْخَۃ'' سے مراد شادی شدہ ہیں کہ اِنہیں ضرور رجم کردو۔''

قرآنِ پاک کی منسوخ التلاوت آیات بعد میں بھی وہ صحابہ پڑھتے ہی رہے ہیں جنہیں اِن کے منسوخ ہونے کا علم جناب رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں نہیں ہوسکا۔ یہ آیت بھی ایسی ہی ہے جسے پڑھا جاتا رہا ہے اِس کے بارے میں روایات آئیں گی۔

(۱۱) مَالِکٌ اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ اُتِیَ بِامْرَاَۃٍ قَدْ وَلَدَتْ فِیْ سِتَّۃِ اَشْھُرٍ فَاَمَرَ بِھَا اَنْ تُرْجَمَ فَقَالَ لَہٗ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ لَیْسَ ذٰلِکَ عَلَیْھَا فَاِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ فِیْ کِتَابِہٖ وَحَمْلُہٗ وَفِصَالُہٗ ثَلٰثُوْنَ شَھْرًا وَقَالَ وَالْوَالِدَاتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَھُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَۃَ فَالْحَمْلُ یَکُوْنُ سِتَّۃَ اَشْھُرٍ فَلَا رَجْمَ عَلَیْھَا فَبَعَثَ عُثْمَانُ فِیْ اَثَرِھَا فَوَجَدَھَا قَدْ رُجِمَتْ .

(مؤطا الامام مالکؒ الی ص ۲۸۶)

''حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت کو لایا گیا جسکے (شادی سے) چھ ماہ میں بچہ پیدا ہوگیا تھا آپ نے اُسے رجم کردینے کا حکم دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ

(کو علم ہوا) تو اُنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اِس عورت پر رجم لازم نہیں آتا کیونکہ حق تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں اِرشاد فرمایا ہے کہ اِس کا حمل اَور دُودھ چھڑانا تیس ماہ ہیں۔ اَور اِرشاد فرمایا کہ مائیں اپنی اَولاد کو دو سال کامل دُودھ پلائیں جو شیر خوارگی کی مدت پوری کرنے کا اِرادہ کرے۔ (اِن دونوں آیتوں کو ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہوسکتا ہے کہ بچہ کی پیدائش چھ ماہ میں ہوجائے اَور دُودھ پلانے کی مدت دو سال ہو اِس طرح تیس ماہ میں دونوں باتیں جمع ہو جائیں لہٰذا اُنہوں نے کہا کہ) حمل چھ ماہ کا (بھی) ہوتا ہے اِس لیے اِس عورت پر رجم لازم نہیں آتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اُس کے پیچھے آدمی بھیجا وہ پہنچا تو اُسے رجم شدہ پایا۔''

یہاں تک جو روایات موطأ اِمام مالکؒ سے اِس موضوع پر لکھی گئی ہیں اُن کی تائیدی روایات مصنّف ابن اِبی شیبہ سے لکھی جارہی ہیں (ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کا تعارف آگے آرہا ہے) ابن ابی شیبہؒ، عبدالرزاقؒ، اَبوداؤد طیالسیؒ اَور مسندِ احمدؒ کی روایات اِس لیے تحریر کر رہا ہوں کہ یہ کتابیں عام طور پر میسر نہیں ہیں یکجا ہونے سے سہولت ہوگی اِس لیے مع سند لکھی جارہی ہیں۔

حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُیَیْنَۃَ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ قَدْ خَشِیْتُ اَنْ یَّطُوْلَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ حَتّٰی یَقُوْلَ الْقَائِلُ مَانَجِدُ الرَّجْمَ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ فَیَضِلُّوْا بِتَرْکِ فَرِیْضَۃٍ نَزَلَھَا اللّٰہُ اَ لَا وَاِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ اِذَا اَحْصَنَ الرَّجُلُ اَوْ قَامَتِ الْبَیِّنَۃُ اَوْ کَانَ حَمْلٌ اَوِ اعْتِرَافٌ وَقَدْ قَرَأْتُھَا اَلشَّیْخُ وَ الشَّیْخَۃُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْھُمَا اَلْبَتَّۃَ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَرَجَمْنَا بَعْدَہٗ . قِیْلَ لِسُفْیَانَ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَالَ نَعَمْ .

(المُصنَّف لا بن ابی شیبۃ ج ۳ ص ۸۳۳)

حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ ھَارُوْنَ قَالَ اَخْبَرَنَا دَاوٗدُ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیِّبِ عَنْ عُمَرَ قَالَ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَرَجَمَ اَبُوْبَکْرٍ وَرَجَمْتُ اَنَا

(المُصنَّف لا بن ابی شیبۃ ج ۳ ص ۸۳۳)

حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِیْسَ عَنْ اَشْعَثَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ زَیْدٍ عَنْ یُّوْسُفَ بْنِ مَھْرَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ اَلرَّجْمُ حَدٌّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰہِ فَلَا تُخْدَعُوْا عَنْہُ وَ ذٰلِکَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ رَجَمَ وَ رَجَمَ اَبُوْبَکْرٍ وَرَجَمْتُ اَنَا .

(المُصنَّف لا بن ابی شیبة ج ۳ ص ۸۳۳)

مالکی مسلک کی معتبر ترین کتاب اَلْمَدَوَّنَۃُ الْکُبْرٰی میں فقہ مالکی کے مسائل جمع کیے گئے ہیں۔ اِس میں رجم کے حد ہونے کا کتاب الحدود میں متعدد جگہ ذکر ہے۔ اِس کے علاوہ ایک حصہ خاصۃً کتاب الرجم کے عنوان سے لکھا گیا ہے اُس میں ہے کہ سَحْنُوْنُ نے ابن القاسم سے (جو کہ اِمام مالکؒ کے براہِ راست شاگرد اَور اُن کے حاملِ مسلک تھے) دریافت کیا :

قُلْتُ ھَلْ یَجْتَمِعُ الْجَلْدُ وَالرَّجْمُ فِی الزِّنَا عَلَی الثَّیِّبِ فِیْ قَوْلِ مَالِکٍ قَالَ لَایَجْتَمِعُ عَلَیْہِ. وَالثَّیِّبُ حَدُّہٗ الرَّجْمُ بِغَیْرِ جَلْدٍ وَالْبِکْرُ حَدُّہٗ الْجَلْدُ بِغَیْرِ رَجْمٍ بِذٰلِکَ مَضَتِ السُّنَّۃُ .

(المدونة الکبری الجزء الخامس عشر ج ٦ ص ۲۳٦)

''کیا اِمام مالک رحمہ اللہ کے قول میں ثَیِّبْ (شادی شدہ) پر حد میں کوڑے اَور رجم جمع ہوں گے؟ اُنہوں نے فرمایا کہ اِس پر دو چیزیں جمع نہ ہوں گی۔ اَور ثیب کی حد رجم ہے بغیر کوڑوں کے اَور کنوارے کی حد کوڑے ہیں بغیر رجم کے، یہی طریقہ چلا آرہا ہے۔''

(جاری ہے)

قسط : ۸

اَنفاسِ قدسیہ

قطبِ عالم شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی کی خصوصیات

﴿ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب بجنوری ﴾
فاضل دارُالعلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت مدنی

❁ ❁ ❁

بچوں کے ساتھ :

آنحضرت ﷺ کا اِرشاد ہے :

لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا . (رواہ الترمذی)

''جو آدمی ہمارے چھوٹوں کے ساتھ شفقت اَور محبت سے پیش نہ آئے اَور ہمارے بڑوں کا احترام نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

چنانچہ حضرت شیخ الاسلام نے اپنے وصال سے دو تین گھنٹہ پیشتر صاحبزادہ مولوی اَسعد صاحب اَور گھر کے دیگر اَفراد کو اپنے پاس بٹھا کر وصیت فرمائی :

''دیکھو ہمیشہ بڑوں کا احترام کرنا اَور چھوٹوں کے ساتھ محبت اَور ہمدردی اَور شفقت کا برتاؤ کرنا اَور اگر کوئی حادثہ عظیم پیش آئے تو اُس پر صبر کرنا (اپنے وصال کی طرف اِشارہ تھا)۔''

آپ تا حیاتِ طیبہ آنحضرت ﷺ کے اِس اِرشاد پر عامل رہے اَور بعض دفعہ تو ایسا ہوا ہے کہ دربارِ رسالت کا نقشہ کھینچ دیا چنانچہ ایک مرتبہ آپ درس سے تشریف لا رہے تھے کہ چھوٹی صاحبزادی عزیزہ فرحانہ سلمہا نے اُن دِنوں چلنا سیکھا ہی تھا، راستہ میں گرتی پڑتی آ گئیں، حضرت نے فوراً ہی آغوشِ محبت میں اُٹھا لیا یہی نہیں بلکہ بانس کنڈی (آسام) میں مولانا مصدر علی صاحب کی چھوٹی بچی نہ معلوم کہاں سے پہنچ گئی آپ نے فوراً ہی گود میں اُٹھا لیا۔

اِن واقعات کے ساتھ ساتھ ذرا ذہن کو دربارِ رسالت (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) میں حاضر کیجیے۔ مسجدِ نبوی میں آنحضرت ﷺ منبر پر تشریف فرما ہیں خطبہ اِرشاد فرما رہے ہیں اَثنائے خطبہ میں

دونوں صاحبزادوں حضراتِ حسنینؓ پر نظر پڑ جاتی ہے کہ لانبے لانبے کرتوں کے دامنوں میں اُلجھتے گرتے پڑتے نانا جان کی طرف چلے آرہے ہیں۔ حضور ﷺ یہ منظر دیکھ کر خطبہ چھوڑ کر دونوں شہزادوں کو آغوشِ محبت میں اُٹھا لیتے ہیں اَور وفورِ محبت میں فرماتے ہیں : اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَةٌ تمہارے مال اَور اَولاد فتنہ ہیں (یعنی آزمائش)۔

ایک دِن حضرتؒ مہمان خانہ میں تشریف رکھتے تھے تینوں چھوٹی صاحبزادیاں آگئیں، دو صاحبزادیاں دونوں زانو مبارک پر آکر بیٹھ گئیں اَور ایک صاحبزادی سامنے ہو کر مچلنے لگی۔ اچھے اَبا جی! ہکلے کی کہانی سنادو، اچھے اَبا جی! ہکلے کی کہانی سنادو۔ حالانکہ مہمان خانہ بھرا ہوا تھا اَور حضرتؒ کوئی خاص کام فرما رہے تھے لیکن آپ نے بچوں کو جھڑکا نہیں جیسا کہ ہم لوگ ایسے موقعوں پر ہشت ہشت کر دیتے ہیں بلکہ فرمایا: ''اَری پگلی! مولانا صاحب بیٹھے ہیں کہیں مارنہ دیں۔''

دوستوں کے ساتھ :

دوستی اَور بھائی چارگی کی مٹی پلید جتنی اِس زمانے میں ہوئی ہے شاید کسی زمانے میں نہ ہوئی ہو یا تو اِتنی بے تکلفی کہ شرعی حدود سے تجاوز کر کے ننگا ناچ شروع کر دیا جاتا ہے یا اِتنا تکلف کہ الامان الحفیظ یا اِتنی بے رُخی کہ گویا شناخت نہیں کرتے، حقیقت یہ ہے کہ تکلفاتِ بیجا سے دوستی اَور اُخوت کا منشاء فوت ہو جاتا ہے۔

قَالَ بَعْضُ الْحُکَمَاءِ مَنْ جَعَلَ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْاِخْوَانِ فَوْقَ قَدْرِهٖ اَثِمَ وَاَثِمُوْا وَمَنْ جَعَلَ دُوْنَ قَدْرِهٖ سَلِمَ وَسَلِمُوْا وَتَمَامُ التَّخْفِیْفِ بَطِیُّ بِسَاطِ التَّکْلِیْفِ حَتّٰی لَا یَسْتَحْیِ مِنْهُ مِمَّا لَا یَسْتَحْیِ عَنْ نَّفْسِهٖ الخ (احیاء)

''حکماء کا کہنا ہے کہ جس نے دوستوں کے سامنے اپنے آپ کو بڑا اَور برتر سمجھا خود بھی گناہگار رہا اَور دوست بھی ہوئے (شاید اِس وجہ سے کہ ایسے دوست سے کیوں دوستی کی جو متکبر ہے) اَور جس نے اپنے آپ کو دوستوں کے سامنے کمتر پیش کیا تو یہ بھی سلامت رہا اَور وہ بھی سلامت رہے۔ (آگے فرماتے ہیں) کہ پوری تخفیف یہ ہے کہ تکلف کو کم کیا جائے حتی کہ جس حالت سے خود نہیں شرماتا دوستوں سے بھی نہ شرمائے یعنی جس کمزور دُبلی حالت اَور غریبانہ شان سے خود رہتا ہے دوستوں کے سامنے جاتے وقت

شرم محسوس نہ کرے۔''

اَب آنحضرت ﷺ کی حیاتِ طیبہ پر ایک طائرانہ نظر ڈال لیجئے آپ کی پوری حیاتِ طیبہ تکلّفات سے خالی ملے گی۔ دوستوں کے ساتھ مزاح فرمانا، اُن کے گھروں پر بلا تکلف جا کر کھانا تناول فرمانا (چنانچہ اِس روایت کو پیشِ نظر لائیے کہ حضور ﷺ کے ایک صحابیؓ جو بازار میں کچھ فروخت کر رہے تھے آپ نے چپکے سے جا کر اُن کی آنکھوں کو اپنے دستِ مبارک سے بند کر دیا (جس طرح آج کل بھی بچے بتاؤ کون! والی آنکھ مچولی کھیلتے ہیں)۔

آنحضرت ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا یہ مبارک گوشہ حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ طیبہ کے اِس گوشہ میں جلوہ گر پائیں گے۔ دوستوں سے وہی بے تکلفی، جو گھر میں موجود وہی سامنے لا کر رکھ دیا، وہی مزاح، کہیں دوستوں سے مٹھائی کی چھین جھپٹ ہو رہی ہے تو کہیں دوستوں کے گھر جا کر مٹھائی کے مطالبے ہو رہے ہیں۔ نہ معلوم کتنی مرتبہ وہ عجیب وغریب منظر دیکھنے میں آیا ہے کہ حضرت اپنے دوستوں کے ساتھ بے تکلف نظر آتے تھے۔

دوستوں کے گھروں پر جانا اَور اُن کی مزاج پرسی کرنا آپ کی عادت میں داخل تھا چنانچہ حضرت اُستاذی مولانا محمد جلیل صاحبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت جب کبھی سفر سے تشریف لاتے آپ کا یہ معمول تھا کہ حضرت شیخ الہندؒ کے دولت کدہ پر تشریف لے جاتے اَور اہلِ خانہ کی مزاج پرسی فرماتے۔ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں منقول ہے کہ جب آپ سفر سے تشریف لاتے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر ضرور تشریف لے جاتے۔ یہ تو قیامِ دیوبند کا حال ہے، دیوبند سے باہر بھی آپ ہمیشہ دوستوں کے یہاں قیام فرمانے کو ترجیح دیتے تھے۔ بڑے بڑے خدام ہوتے تھے جن کے یہاں اللہ کا دیا ہوا دُنیا کے آرام اَور راحت کا ہر سامان موجود ہوتا تھا مگر آپ نے ہمیشہ دوستوں کی ٹوٹی چارپائی اَور خس پوش گھر کو ترجیح دی ہے۔

چنانچہ میرے وطن نہٹور میں حضرت کا قیام مولانا رحمت اللہ صاحب مرحوم کے یہاں ہوتا تھا اَور آپ ٹوٹی چارپائی پر پھولوں کے سیج سے زیادہ آرام محسوس کرتے تھے۔ مولانا ابوالحسن علی صاحب ندوی مدظلہ مکتوباتِ شیخ الاسلامؒ حصہ دوم کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں :

''سیاسی رہنماؤں اَور مندوبین کی قیام گاہ لکھنؤ میں عموماً بڑے ہوٹل قیصر باغ کے پرانے

محلات یا اُمراء کی کوٹھیاں ہوتی تھیں مولانا کو اِس ماحول سے کبھی مناسبت نہیں رہی اُن کو ایک سادہ بے تکلف مخلصانہ قیام گاہ جہاں سے مسجد قریب ہو جہاں معمولات آسانی سے پورے ہوسکتے ہوں اَور جہاں رہنے اَور کھانے میں تکلفات نہ ہوں ہزار درجہ پسند ہے۔ ہمارا محلّہ (بازار جھاؤلال) ہمیشہ اِس بارے میں ممتاز رہا ہے کہ وہاں صحیح العقیدہ غریب مسلمان رہتے ہیں (والد صاحب مولانا حکیم سیّد عبدالحیٔ صاحب) کی وجہ سے اَور ندوہ کے تعلق سے یہ محلّہ اَور اِس کی مسجد ہمیشہ علماء و فضلاء کا مرکز رہی ہے۔ مولاناؒ نے اِس محلّہ اَور ہمارے مکان کو لکھنؤ کے قیام کے لیے منتخب فرمالیا اَور آج کئی برس ہوئے ہیں کہ ایک مرتبہ بھی اِس وضع داری میں فرق نہ آیا۔''

حضرت مولانا اَسعد اللہ صاحب ناظمِ اعلیٰ مظاہر علوم سہارنپور تحریر فرماتے ہیں :

''سہارنپور ریلوے کا جنکشن ہے یہیں سے سب اَطراف کو ٹرینیں چھوٹتی ہیں اِس لیے عموماً ہر سفر میں حضرت کو سہارنپور سے گزرنا ہوتا تھا اَور جس ٹرین سے اِن کو سفر کرنا ہوتا اگر اُس کی روانگی میں ذرا بھی توقف ہوتا یہ ہی نہیں اگر توقف کا موقع پیدا کیا تو مدرسہ ضرور تشریف آوری سے نوازتے اَور اَربابِ جامعہ کو معزز اَور مفتخر فرماتے۔''

ناظم صاحب ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں :

''رات کے ساڑھے گیارہ بجے ہیں برق و باراں کی شدت ہے ہر طرف گہری ظلمت چھائی ہوئی ہے کہ یکایک حضرت الحاج الحافظ مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر علوم کی بالائی منزل جو حضرت شیخ کے مطالعہ اَور تصنیف و تالیف کا مخصوص کمرہ ہے اَور جس میں اُن کے مطالعہ کا نادر کتب خانہ ہے، اِس کے زینہ کے کیواڑ میں دستک کی آواز آئی حضرت شیخ الحدیث صاحب دِل میں فرماتے ہیں کہ اِس وقت کوئی بہت ہی نمایاں شخصیت آئی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ معاً ذہن حضرت مدنی کی طرف منتقل ہوجاتا ہے اَور کیواڑ کھولنے پر یہ خیال حقیقت بن کر سامنے آجاتا ہے الخ۔'' (شیخ الاسلام نمبر ص ۲۰)

غرضیکہ اِسی قسم کے واقعات دوستوں کے ساتھ پیش آتے رہتے تھے یہ ہی نہیں بلکہ حضرتؒ نے اپنے

اَحباب کی بڑی بڑی خدمتیں کی ہیں آپ نے دُنیا کو سبق دیا کہ دوستوں کی خدمت اِس طرح کی جاتی ہے۔

چنانچہ کراچی جیل کا واقعہ ہے کہ مولانا محمد علی صاحب مرحوم کو پیشاب کا عارضہ تھا جس کی وجہ سے آپ نے پیشاب کا برتن کمرہ ہی میں رکھوالیا تھا۔ رات بھر کا پیشاب ہوتا تھا آپ یعنی حضرت شیخ الاسلامؒ اِس کو کہیں لوٹ آتے تھے اَور دھو کر اُسی جگہ رکھ دیتے تھے کافی عرصہ تک کسی کو خبر نہ ہوئی۔ اِتفاق سے ایک دِن رات کو مولانا محمد علی صاحب کی آنکھ کھل گئی تب پیشاب کے برتن کے صاف ہونے کا راز معلوم ہوا کہ حضرت شیخ الاسلامؒ مخدومِ جہاں خادم بنے ہوئے ہیں۔

مولانا نجم الدین صاحب اِصلاحی نے مقدمہ مکتوبات شیخ الاسلامؒ میں تحریر فرمایا ہے :

''مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری سے روایت ہے کہ یو پی میں میری تقریر تھی رات کو تین بجے تقریر سے فارغ ہو کر لیٹ گیا بَیْنَ الْیَقْظَةِ وَالنَّوْمِ مجھ کو محسوس ہوا کہ کوئی میرے پاؤں کو دبا رہا ہے میں نے کہا خیر مجھ کو عادت بھی ہے کوئی دوست ہوگا مگر اِس کے ساتھ یہ معلوم ہو رہا تھا کہ مٹھی تو عجیب قسم کی ہے، باوجود راحت کے نیند رُخصت ہوتی جا رہی ہے۔ سر اُٹھایا تو دیکھا کہ حضرت شیخ مدنیؒ ہیں الخ۔'' (مکتوبات ص ۴۲)

(جاری ہے)

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ اِرسال کیا جا رہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اِس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی اِرسال فرمادیں اور دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)

قسط : ۲۵

تربیتِ اَولاد

﴿ اَز افادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ ﴾

زیرِ نظر رسالہ ''تربیتِ اولاد'' حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے اِفادات کا مرتب مجموعہ ہے جس میں عقل و نقل اور تجربہ کی روشنی میں اَولاد کے ہونے ، نہ ہونے ، ہوکر مر جانے اور حالتِ حمل اور پیدائش سے لے کر زمانۂ بلوغ تک رُوحانی و جسمانی تعلیم و تربیت کے اِسلامی طریقے اَور شرعی احکام بتلائے گئے ہیں۔ پیدائش کے بعد پیش آنے والے معاملات ، عقیقہ ، ختنہ وغیرہ اُمور تفصیل کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں ، مرد عورت کے لیے ماں باپ بننے سے پہلے اور اُس کے بعد اِس کا مطالعہ اَولاد کی صحیح رہنمائی کے لیے انشاء اللہ مفید ہوگا۔ اِس کے مطابق عمل کرنے سے اَولاد نہ صرف دُنیا میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگی بلکہ ذخیرۂ آخرت بھی ثابت ہوگی اِنشاء اللہ۔ اللہ پاک زائد سے زائد مسلمانوں کو اِس سے استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے۔

چند متفرق ضروری ہدایات :

☆ بچوں کو محنت کی عادت ضرور ڈالیں بلکہ بقدرِ ضرورت لڑکوں کو ڈنڈ (ہلکی ورزش) اَور لڑکیوں کو چکی اَور چرخہ پھیرنے کی عادت ڈالیں۔

☆ ختنہ چھوٹی عمر میں ہوجائے بہتر ہے تکلیف کم ہوتی ہے اَور زخم جلدی بھر جاتا ہے۔

☆ ماں باپ خود خیال رکھیں اَور جو مرد یا عورت بچہ پر نگران مقرر ہو وہ بھی خیال رکھے کہ بچہ ہر وقت صاف ستھرا رہے جب ہاتھ منہ میلا ہوجائے فوراً دُھلا دے۔

☆ بچوں کو منجن مسواک کی عادت ڈالیں۔

☆ پڑھنے والے بچوں کو کوئی چیز دماغ کی طاقت کی ہمیشہ کھلاتی رہو۔ چھوٹے بچوں کو کنویں پر مت چڑھنے دو بلکہ اَگر گھر میں کنواں ہو تو اُس پر تختہ ڈلوا کر ہر وقت تالا لگائے رکھو اَور اُن کو لوٹا دے کر پانی

لانے کے واسطے کبھی مت بھیجو، شاید وہاں جا کر خود ہی کنویں سے ڈول کھینچنے لگیں۔

☆ بچوں کو ہنسی میں مت اُچھالو اَور کسی کھڑکی وغیرہ سے مت لٹکاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہاتھ سے چھوٹ جائے۔ اِسی طرح اُن کے پیچھے ہنسی میں مت دوڑو شاید گر پڑیں اَور چوٹ لگ جائے۔

چند ضروری اَور اہم ہدایات :

☆ اچھے کھانے پینے کی عادت مت ڈالو۔ ہمیشہ ایک سا وقت نہیں رہتا پھر کسی وقت بہت مصیبت جھیلنی پڑتی ہے۔

☆ اگر تمہارا بچہ کسی کا قصور غلطی سے کرے تو تم کبھی اپنے بچہ کی طرفداری مت کرو، خاص طور پر بچے کے سامنے ایسا کرنا بچہ کی عادت خراب کرنا ہے۔

☆ اپنے گھر والوں کی یا اپنی اَولاد کی کسی کے سامنے تعریف مت کرو، کسی بچہ یا شاگرد کو سزا دینا ہو تو موٹی لکڑی یا لات گھونسہ سے مت مارو، اللہ بچائے اگر کہیں نازک جگہ چوٹ لگ جائے تو لینے کے دینے پڑ جائیں۔ اور چہرہ اَور سر پر بھی مت مارو۔

☆ لڑکیوں کو تاکید رکھو کہ لڑکوں میں نہ کھیلا کریں کیونکہ اِس میں دونوں کی عادتیں بگڑتی ہیں اَور جو غیر لڑکے گھر میں آئیں چاہے چھوٹے ہی ہوں مگر اُس وقت لڑکیاں اِن سے ہٹ جایا کریں۔

بچوں کو ماں باپ کا نام و پتہ ضرور یاد کرا دینا چاہیے :

بچوں کو ماں باپ بلکہ دادا کا نام بھی یاد کرا دو اَور کبھی کبھی پوچھتی رہا کرو تاکہ اُس کو یاد رہے۔ اِس سے یہ فائدہ ہے کہ خدانخواستہ بچہ کھو جائے اَور کوئی اُس سے پوچھے کہ تو کس کا ہے تیرے ماں باپ کون ہیں؟ تو اگر بچہ کو نام یاد ہوں گے تو بتلا دے گا پھر کوئی نہ کوئی تمہارے پاس اُس کو پہنچا دے گا اَور اگر یاد نہ ہوں گے تو پوچھنے پر اِتنا ہی کہے گا کہ میں اَماں کا ہوں اَبا کا ہوں، یہ خبر نہیں کہ کون اَماں کون اَبا۔ (جاری ہے)

وفیات

۲۲؍جنوری کو جامعہ اَشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث و نائب مہتمم حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب اَشرفی رحمۃ اللہ علیہ طویل علالت کے بعد ۷۶ سال کی عمر پا کر رِحلت فرما گئے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولاناؒ کی دینی خدمات کو شرفِ قبولیت عطا فرما کر اپنی بارگاہ میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب ہو۔ اہلِ جامعہ اپنے کو اُن کے غم میں برابر کا شریک جانتے ہوئے اہلِ خانہ کی خدمت میں تعزیتِ مسنونہ پیش کرتے ہیں اَور دُعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کی وفات سے پیدا ہونے والے خلاء کو پُر فرما کر جامعہ اَشرفیہ کو مزید ظاہری اَور باطنی ترقیات سے سرفراز فرمائے۔

☆ گذشتہ ماہ بڑے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص ملتان کے اَلحاج نزیر احمد صاحب بٹالوی طویل علالت کے بعد وفات پا گئے۔ ☆ ۲۴؍جنوری کو جامعہ مدنیہ جدید کے مدرس مولانا محمد حسین صاحب کی دادی صاحبہ ۱۰۶ برس کی عمر پا کر وفات پا گئیں ☆ ۲۶؍جنوری کو جامعہ مدنیہ قدیم کے فاضل، مکی مسجد اَنارکلی لاہور کے اِمام و خطیب مولانا قاری محمد زبیر صاحب اَچانک وفات پا گئے۔

☆ جناب اِسماعیل بھٹی صاحب کی اِہلیہ صاحبہ گذشتہ ماہ کریم پارک لاہور میں وفات پا گئیں۔

☆ جامعہ مدنیہ جدید کے ناظم ڈاکٹر محمد امجد صاحب کے خالو جناب غازی صلاح الدین صاحب گذشتہ ماہ طویل علالت کے بعد وفات پا گئے۔ ☆ ۲۷؍جنوری کو چوہدری ہسپتال شیش محل روڈ لاہور کے ڈاکٹر محمد اَنور الحق صاحب چوہدری طویل علالت کے بعد وفات پا گئے۔ ☆ جامعہ مدنیہ جدید کے خیر خواہ جناب مطیع اللہ صاحب کی دادی صاحبہ گذشتہ ماہ وفات پا گئیں۔ ☆ جامعہ مدنیہ قدیم کے ناظم قاری غلام رسول صاحب کے خسر صاحب گذشتہ ماہ وفات پا گئے۔ ☆ جامعہ مدنیہ قدیم کے معاون ناظم مولوی عبدالشہید صاحب کے والد صاحب اَچانک وفات پا گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائے۔ جامعہ مدنیہ جدید اَور خانقاہِ حامدیہ میں مرحومین کے لیے اَیصالِ ثواب کرایا گیا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

سرورِ کونین فخرِ دو عالم ﷺ کی حیاتِ طیبہ ایک نظر میں

﴿ اِستفادہ اَز : مورخِ اِسلام مولانا محمد عثمان معروفی ؒ ﴾

❁❁❁

ظہورِ قدسی :

☆ وِلادت حضرت عبداللہ والد ماجد رسول اللہ ﷺ : ۵۴۶ء۔ وفات : بعمر ۲۴ ر سال، ۵۷۰ء۔

☆ واقعۂ فیل شنبہ ۱۷ رمحرم، ۲ ر مارچ ۵۷۱ء۔

وِلادت آنحضرت ﷺ :

☆ دوشنبہ ۹ ر ربیع الاوّل/ ۲۲ ر اپریل ۵۷۱ء یکم جیٹھ ۶۲۸ واقعۂ فیل کے پچاس روز بعد

☆ ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے آپ ﷺ کو دُودھ پلایا جنہوں نے آپ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو بھی دُودھ پلایا تھا، ایک ہفتہ بعد حلیمہ سعدیہ نے دُودھ پلایا اَور قبیلۂ ہوازن میں پانچ برس تک قیام رہا۔

☆ ۵۷۷ء میں والدہ کی وفات ہوئی اُس وقت آپ کی عمر مبارک چھ برس کی تھی اِس کے بعد آپ کے دادا عبدالمطلب نے کفالت کی

☆ ۵۷۹ء میں بعمر ۸۲ ر سال جب عبدالمطلب فوت ہوگئے تو آپ ﷺ کے چچا اَبوطالب نے کفالت کی اُس وقت آپ کی عمر آٹھ برس تھی

☆ ۸۱، ۸۰ء میں نو دس برس کی عمر میں خدمتِ گلہ بانی اَنجام دی۔

☆ ۵۸۳ء میں بعمر تیرہ سال ابوطالب کے ہمراہ ملک شام کا تجارتی سفر کیا جس میں تیماء کے اَندر ''بحیرا'' راہب سے ملاقات ہوئی۔

☆ ۵۹۱ء تا ۵۹۶ء پیشۂ تجارت۔

☆ ۵۹۵ء میں بعمر پچیس سال حضرت خدیجہ ؓ کا مالِ تجارت لے کر ملکِ شام کا دُوسرا تجارتی سفر کیا

جس میں مقامِ بصرٰی میں ''نسطورا'' راہب سے ملاقات ہوئی۔

☆ پچیس برس دو ماہ دس دن کی عمر میں حضرت خدیجہؓ سے نکاح کیا جن کی عمر چالیس برس تھی۔

☆ تیس سال عمر میں آپ کو ''اَمین'' کا خطاب ملا۔

☆ ۶۰۵ء میں بعمر پینتیس سال تعمیر کعبہ کے موقع پر ''حکم'' کی حیثیت سے حجرِ اَسود نصب کر کے آپ نے بڑا جھگڑا دُور کیا۔

☆ ۶۰۶ء تا ۶۰۹ء تنہائی پسندی، غارِ حراء میں قیام اَور یادِ خدا میں اِنہماک۔

☆ ۶۰۹ء میں رُویائے صادقہ کا ظہور۔

طلوعِ آفتابِ رسالت :

☆ چالیس برس کی عمر دوشنبہ ۹ ربیع الاوّل ۴۱ عیسوی/۱۲ر فروری ۶۱۰ء کو بعثت ہوئی اَور فجر و ظہر کی نمازیں فرض ہوئیں۔

☆ شبِ جمعہ ۱۸ر رمضان المبارک ۱ر نبوی/ ۱۷ر اگست ۶۱۰ء نزولِ قرآن کا آغاز۔

☆ تین برس بعد دعوتِ نبوت کے اِظہار کا حکم۔

☆ ۳ر نبوی میں کوہِ صفا کا مشہور خطبہ۔

☆ بعثت کے چھ برس بعد شنبہ یکم محرم ۷، ۸، ۹ر نبوی/ ۶۱۵ء تا ۶۱۸ء تین برس تک شعب ابی طالب میں محصوری۔

☆ اُنچاس برس کی عمر میں عام فیل کے پچاسویں سال محصوری کا خاتمہ۔

☆ اِس کے بعد آٹھویں ماہ میں ۱۰ر نبوی میں ابوطالب کا بعمر ۸۰ر سال اِنتقال۔

☆ اِس کے تین دن یا کچھ کم و بیش کے بعد حضرت خدیجہؓ کی بعمر ۶۲ر سال رحلت۔

☆ اِس کے بعد ہی جمادی الاخریٰ ۱۰ر نبوی میں آپ نے طائف کا تبلیغی سفر کیا جہاں آپ ﷺ پر پتھر پھینکے گئے تو مطعم بن عدی کے جوار میں مکہ معظّمہ واپس آئے۔

☆ اِسی سفر میں مقام نخلہ میں نصیبین کے مقام پر سات جن آپ سے قرآن سن کر اِیمان لائے۔

☆ اِکاون برس نو ماہ کی عمر میں دوشنبہ ۲۷؍رجب ۱۰ نبوی/۲۲؍مارچ ۶۱۹ء میں واقعۂ معراج پیش آیا اَور نماز پنجگانہ فرض ہوئی۔

☆ ۱۰؍نبوی ۶۲۰ء میں حضرت سودہؓ، حضرت عائشہؓ سے نکاح۔

☆ ذوالحجہ ۱۱؍نبوی/۶۲۰ء میں عقبۂ منٰی میں مدینہ کے چھ یا آٹھ آدمیوں کا آپ ﷺ سے قرآن سن کر قبولِ اسلام۔

☆ ذوالحجہ ۱۲؍نبوی/ ۷؍مارچ ۶۲۱ء میں بیعت عقبۂ ثانیہ جس میں مدینہ کے بارہ اَشخاص اِیمان لائے

☆ ذوالحجہ ۱۳؍نبوی/ ۶۲۲ء بیعت عقبہ ثالثہ جس میں تہتر آدمی اِیمان لائے اَور آپ ﷺ کی حمایت کا عہد کیا۔

متفرقات :

☆ سب سے پہلے اِسلام قبول کرنے والے: حضرت خدیجہؓ، حضرت اَبوبکرؓ، حضرت علیؓ، حضرت زیدؓ پھر حضرت زبیر بن العوامؓ، حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ۔

☆ وِلادت حضرت اَبوبکرؓ: ۵۷۳ء ☆ وِلادت حضرت عثمان غنیؓ : ۵۷۵ء ☆ وِلادت حضرت عمر فاروقؓ : ۵۸۲ء ☆ وِلادت حضرت علیؓ وحضرت زینبؓ، وفات حضرت قاسم بن محمدؓ: ۶۰۰ء ☆ وِلادت حضرت قاسمؓ بن محمد ۵۹۸ ☆ حرب فجار: ۵۸۵ء ☆ حلف الفضول: ۵۸۶ ☆ وِلادت حضرت عائشہ صدیقہؓ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا: ۶۱۳ء ☆ ہجرتِ صحابہؓ بملک حبش: رجب ۵؍نبوی/ اپریل ۶۱۴ء ☆ سیّد الشہداء حضرت حمزہؓ و حضرت عمر فاروقؓ کا قبولِ اِسلام: ۶ نبوی۔

ہجرتِ نبوی :

☆ ۵۳؍برس کی عمر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر ہجرتِ مدینہ کا حکم سنایا۔

☆ ہجرت و داخلہ غارِ ثور : شبِ جمعہ یا دوشنبہ ۲۷؍صفر ا؍ہجری/ستمبر ۶۲۲ء

☆ داخلہ قبا : جمعہ ۱۲؍ربیع الاوّل ا؍ہجری/ ۲۷؍ستمبر چودہ روز قیام اَور مسجد قبا کی تعمیر۔

☆ داخلہ مدینہ منورہ : جمعہ ربیع الاوّل ا ر ہجری/ ستمبر ۶۲۲ ء

☆ تعمیر مسجد نبوی، وِلادت عبداللہ بن زبیرؓ : ا ر ھ/ ۶۲۲ ء

☆ ظہر، عصر، عشاء میں چار رکعتوں کی فرضیت، یہودیوں سے معاہدے: ا ر ھ/ ۶۲۲ ء

☆ تحویلِ قبلہ: شنبہ ۱۵ ر شعبان ۲ ر ھ/ اکتوبر ۶۲۳ ء۔

☆ سریہ حارث بن عبداللہ: ۲ ر ھ/ ۶۲۳ ء۔

☆ غزوۂ ابواء صفر ۲ ر ھ/ جون ۶۲۳ ء۔

☆ فرضیتِ جہاد: صفر ۲ ھ

☆ غزوۂ بواط: ربیع الاوّل ۲ ر ھ/ جولائی ۶۲۳ ء۔

☆ غزوۂ ذی العشیرۃ جمادی الآخری ۲ ھ/ اکتوبر ۶۲۳ ء۔

☆ سریہ عبداللہ بن جحشؓ: رجب ۲ ھ/ نومبر ۶۲۳ ء۔

☆ سریہ غطفان: ۲ ھ۔

☆ فرضیت رمضان کے بعد پہلا روزہ چہار شنبہ یکم رمضان ۲ ھ/ فروری ۶۲۴ ء۔

☆ غزوۂ بدر: ۱۷ ر رمضان ۲ ھ/ جنوری ۶۲۴ ء (مسلمان ۳۱۳، ۲۲ شہید، کفار ۱۰۰۰ جن میں سے ۷۰ مقتول اَور ۷۰ قید ہوئے)۔

☆ غزوۂ بنو قینقاع: شوال ۲ ھ/ جنوری ۶۲۴ ء (اِنہوں نے بدر کے موقع پر مدینہ میں بغاوت کی تھی اِس لیے جلا وطن کیے گئے)۔

☆ صدقۂ فطر، باجماعت نماز عید الفطر، نکاح فاطمہ زہرہؓ، وفات حضرت رُقیہؓ: ۲ ھ۔

☆ غزوۂ سویق: ذوالحجہ ۲ ر ھ/ اپریل ۶۲۴ ء (مسلمان دوسو، کفار دوسو)۔

☆ سریہ زید بن حارثہؓ: جمادی الاخری ۳ ھ/ ستمبر ۶۲۴ ء۔

☆ غزوۂ اُحد: دوشنبہ ۷ یا ۱۵ ر شوال ۳ ھ/ جنوری ۶۲۵ ء (مسلمان چھ سو پچاس، ستر شہید، چالیس زخمی؛ کفار تین ہزار، تین مقتول)۔ اِس کے ایک روز بعد غزوۂ حمراء الاسد۔

☆ احکامِ وراثت، نکاح مشرکہ کی ممانعت، حضرت کلثومؓ بنت محمد ﷺ کا حضرت عثمانؓ سے نکاح ،حضرت حفصہؓ وحضرت زینبؓ بنت خزیمہ سے آنحضرت ﷺ کا عقد، وِلادت حضرت حسن بن علیؓ: ۳ھ۔

☆ حرمتِ شراب، وِلادت حضرت حسینؓ، حضرت اُم سلمہؓ سے آنحضرت ﷺ کا عقد، حضرت زینبؓ بنت خزیمہ کی وفات: ۴ھ۔

☆ واقعۂ رجیع، واقعہ بیرِ معونہ: صفر۴ھ/مئی ۶۲۵ء (رجیع میں مسلمان دس، کفار ایک سو؛ واقعہ بیرِ معونہ میں مسلمان ستر، اُنہتر شہید)۔

☆ غزوۂ بنی نضیر اَور اُن کی جلا وطنی: ربیع الاوّل ۴ھ/ جون ۶۲۵ء۔

☆ پردہ کا حکم: جمعہ یکم ذوالقعدہ ۴ھ/ اپریل ۶۲۶ء۔

☆ غزوۂ بدرِ ثانیہ ذوالقعدہ ۴ھ (مسلمان ایک ہزار پانچ سو دس؛ کفار دو ہزار پچاس) کفار واپس ہوگئے جنگ نہ ہوئی۔

☆ غزوۂ بنی المصطلق یا غزوۂ مریسیع، تیمّم کا حکم، واقعۂ افک، زنا کی حد، حضرت جویریہؓ سے آنحضرت ﷺ کا عقد: ۳/شعبان ۵ھ/ دسمبر ۶۲۶ء۔

☆ غزوۂ خندق، اَحزاب: شوال ۵ھ/فروری ۶۲۷ء (مسلمان تین ہزار دُشمن دس ہزار)۔

☆ غزوہ بنی قریظہ اَور یہود قریظہ کا خاتمہ: ذوالحجہ ۵ھ/ اپریل ۶۲۷ء؛ دُشمن مقتول اَور قید ہوئے۔

☆ غزوۂ بنی لحیان: ربیع الاوّل ۶ھ/ جون ۶۲۷ء۔

☆ غزوہ ذی قرد: ربیع الاخر ۶ھ/ جولائی ۶۲۷ء (تین مسلمان شہید ایک کافر مقتول)۔

☆ سریۃ الغمر : ربیع الاخر ۶ھ/ اگست ۶۲۷ء۔

☆ سریہ زید بن حارثہؓ: جمادی الاولیٰ ۶ھ/ستمبر ۶۲۷ء۔

☆ سریۃ دوم زید بن حارثہؓ جمادی الاخریٰ ۶ھ/ اکتوبر ۶۲۷ء۔

☆ سریہ عبداللہ بن عتیک: رمضان ۶ھ/ دسمبر ۶۲۷ء۔

☆ سریہ عبداللہ بن رواحہ: شوال ۶ھ/ جنوری ۶۲۸ء۔

☆ بیعتِ رضوان، صلح حدیبیہ: ذوالقعدہ ۶ھ/ فروری ۶۲۸ء (مسلمان چودہ سو، عمرہ اَدا کرنے گئے تھے کفار نے روک دیا)۔

☆ آنحضرت ﷺ کے دعوتِ اِسلام کے خطوط سلاطین کے پاس : محرم ۷/ مئی ۶۲۸ء۔

(۱) قیصر رُوم کے پاس دحیہ کلبیؓ۔

(۲) خسرو پرویز کج کلاہان اِیران کے پاس عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ۔

(۳) عزیز مصر مقوقس کے پاس حاطب بن اَبی بلتعہؓ۔

(۴) نجاشی شاہِ حبش کے پاس عمرو بن اُمیہ ضمریؓ۔

(۵) رؤسائے یمامہ کے پاس سلیط بن عمرؓ۔

(۶) رئیس حدود شام حارث غسانی کے پاس شجاع بن وہب اَسدیؓ کو بطورِ قاصد بھیجا۔

اِسلامی ریاست کی ابتداء :

☆ فتح خیبر: محرم ۷/ مئی/ ۶۲۸ء (مسلمان چودہ سو، ۱۸ شہید؛ دُشمن دس ہزار، ۹۳ مقتول) یہیں آپ ﷺ کو زہر دیا گیا تھا۔

☆ حضرت صفیہؓ سے آنحضرت ﷺ کا عقد۔ گدھے، خچر، درندے اَور پنجہ دار پرندے کی حرمت: ۷ھ۔

☆ غزوۂ ذات الرقاع: محرم ۷ھ؛ مسلمان چار سو۔

☆ حضرت خالد بن ولیدؓ اَور عمرو بن عاصؓ کا قبولِ اِسلام: صفر ۷ھ۔

☆ عمرۃ القضاء، حکم رَمل، آنحضرت ﷺ کا حضرت میمونہؓ سے عقد: ذوالقعدہ ۷ھ۔

☆ غزوۂ موتہ: جمادی الاولیٰ ۸ھ/ ستمبر ۶۲۹ء (مسلمان تین ہزار ۱۲/ شہید؛ دشمن ایک لاکھ)۔

☆ غزوۂ ذات السلاسل: جمادی الاخریٰ ۸ھ/ اکتوبر ۶۲۹ء (مسلمان پانچ سو)۔

☆ سریۃ الخبط یا سیف البحر: رجب ۸ھ/ نومبر ۶۲۹ء (مسلمان تین سو، اِسی سریہ میں ایک مچھی کا گوشت اَٹھارہ روز یا اِس سے زیادہ دِنوں تک کاٹ کاٹ کر تین سو صحابہ کھاتے رہے، اُس کی پسلی کی دو ہڈیاں

حضرت اَبو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کھڑی کیں تو اُس کے اَندر سے سب سے لمبے اُونٹ پر سب سے لمبا آدمی سوار ہوگزر گیا۔

☆ فتح مکہ معظّمہ: پنجشنبہ ۲۰ر رمضان ۸ھ/ جنوری ۶۳۰ء (دس ہزار، ۱۳ر کافر مقتول)۔

☆ غزوۂ حنین ومحاصرۂ طائف: شوال ۸ھ/ فروری ۶۳۰ (مسلمان بارہ ہزار، ۶ر شہید؛ دشمن چار ہزار، ۷۱ مقتول)۔

☆ جنگ نخلہ واَوطاس، وفات زینبؓ بنت محمد ﷺ: ۸ھ۔

☆ وِلادت حضرت اِبراہیمؓ بن محمد ﷺ اَز ماریہ قبطیہؓ: ذوالحجہ ۸ھ/ اپریل ۶۳۰ء۔

☆ سریہ عیینہ بن الحِصن جانب بنی تمیم: محرم ۹ھ/ اپریل ۶۳۰ء۔

☆ پچاس سوار کا دستہ سریہ علقمہ بن مجزز جانب حبشہ: ربیع الآخر ۹ھ/ جولائی ۶۳۰ء، مسلمان تین سو۔

☆ سریہ علیؓ بن اَبی طالب جانب طی، پچاس سواروں کے ساتھ ۹ھ/ ۶۳۰ء۔

☆ غزوۂ تبوک وجیش عسرت: روانگی پنجشنبہ رجب ۹ھ/ اکتوبر ۶۳۰ء (تیس ہزار فوج دس ہزار گھوڑے اِس غزوہ سے واپسی میں منافقین نے ایک گھاٹی میں گرا کر آنحضرت ﷺ کو ہلاک کرنے کی سازش کی تھی۔

☆ زکٰوۃ وجزیہ کا حکم، سود کی حرمت، واقعہ اِیلاء وتخییر، فرضیت حج: ۹ھ پہلا حج باِمامت صدیق اکبرؓ (حج اَکبر) دوشنبہ ۹ر ذوالحجہ ۹ھ/ مارچ ۶۳۱ء۔

☆ سریہ خالد بن ولیدؓ، وفات حضرت اِبراہیمؓ بن محمد ﷺ: ربیع الاوّل ۱۰ھ/ جون ۶۳۱ء۔

☆ روانگی حضرت علیؓ جانب یمن: رمضان ۱۰ھ/ ۹ر دسمبر ۶۳۱ء۔

☆ تیاری جیش اُسامہؓ برائے شام: صفر ۱۱ھ/ مئی ۶۳۲ء۔

☆ اِبتداء مرض نبوی ﷺ: دوشنبہ ۲۸ر صفر ۱۱ھ/ مئی ۶۳۲ء۔

☆ وفات حسرتِ آیات: دوشنبہ بوقت چاشت ۱۲ر ربیع الاوّل ۱۱ھ/ ۹ر جون ۶۳۲ء؛ تدفین وفات کے بتیس گھنٹے کے بعد شب چہارشنبہ ۱۴ر ربیع الاوّل ۱۱ھ/ ۱۱ر جون ۶۳۲ء۔

☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوت و تبلیغ کے کل اَیام ۸۱۵۶، اَور دُنیوی زندگی کے کل اَیام ۲۲،۳۳۰،۶ رگھنٹے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا :

حمزہؓ، عباسؓ ، اَبوطالب، اَبولہب ،عبدالعزیٰ ی، زُبیر ، مقوم ،ضرار ، مغیرہ ملقب بہ حجل ، حارث، عبدالکعبہ، قشم ،غیداق، عبداللہ(آنحضرت کے والد ماجد) ،بعض روایات میں عوام بھی ہے بعض نے غیداق اَور حجل کو ایک کہا ہے اَور بعض نے عبدالکعبہ اَور مقوم کو ایک کہا، اِن میں حمزہؓ وعباسؓ اِیمان لائے اَور اَبوطالب و اَبولہب کو اِسلام کا زمانہ ملا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیاں :

صفیہؓ، اَروٰی، عاتکہ، اُم حکیم البیضاء، برہ، اُمیمہ، اِن میں حضرت صفیہؓ اِیمان لائیں۔ کہا گیا ہے کہ اَروٰی اَور عاتکہ بھی اِیمان لائیں اَور ہجرتِ مدینہ فرمائی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ :

آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جدی نسب ماں کے ساتھ کلاب بن مرہ پر مل جاتا ہے۔

ضمیمہ

☆ ہجرتِ حبشہ اُولیٰ رجب ۵ ر نبوی/ اپریل ۶۱۴ء، اِس میں گیارہ مرد چار عورتیں تھیں۔

☆ ہجرت حبشہ ثانیہ : ۷ نبوی، اِس میں تراسی مرد بیس عورتیں تھیں۔

☆ فرضیتِ جہاد و مشروعیت اَذان اَور مشروعیت نماز عید الفطر: ۱ھ یا ۲ھ، سریہ حمزہؓ ۱ھ۔

☆ ہجرت کے پانچ ماہ بعد حضرت اَنسؓ کے مکان میں ۴۵ مہاجرین و ۴۵ اَنصار میں مواخات ہوئی، ایک ایک مہاجر کو ایک ایک اَنصاری کا بھائی بنایا گیا۔

☆ ۸ھ میں مسجد نبوی کے اَندر تین زینہ کا لکڑی کا منبر رکھا گیا۔

☆ ۶۵۴ھ میں مسجد میں آگ لگ جانے سے وہ منبر جل گیا۔

آنحضرت ﷺ کی اَزواجِ مطہراتؓ

نمبرشمار	نام مع ولدیت	سن نکاح	عمر بوقتِ نکاح	مدتِ مصاحبت	سن وفات	عمر	مدفن	مرویات
۱	خدیجہ بنت خویلدؓ	۶۲۵ر عیسوی	۴۰ سال	۲۵ سال	۱۰ر نبوی	۶۵ سال	مکہ معظمہ	
۲	سودہ بنت زمعہؓ	۱۰ر نبوی	۵۰	۱۴سال	شوال ۵۴ھ	۷۲	مدینہ منورہ	۵
۳	عائشہ بنت اَبی بکرؓ	شوال ۱۰ر نبوی	۶	۹سال	۱۷رمضان ۵۷ھ	۶۶	مدینہ منورہ	۲۲۱۰
۴	حفصہ بنت عمرؓ	شعبان ۳ھ	۲۲	۸ سال	شعبان ۴۵ھ	۶۰	مدینہ منورہ	۶۰
۵	زینب بنت خزیمہؓ	۳ھ	۳۰	۳ ماہ	۳ربیع الثانی ۴ھ	۳۰	مدینہ منورہ	
۶	اُم سلمہ بنت اَبی اُمیہؓ	۴ھ	۲۶	۷ سال	۴۵ھ یا ۶۳ھ	۸۴	مدینہ منورہ	۳۷۸
۷	زینب بنت جحشؓ	۵ھ	۳۶	۶ سال	۲۰ھ	۵۰ یا ۵۳	مدینہ منورہ	۳۷۸
۸	جویریہ بنت حارثؓ	شعبان ۵ھ	۲۰	۶ سال	ربیع الاوّل ۵۰ھ	۶۵	مدینہ منورہ	۷
۹	اُم حبیبہؓ بنت اَبی سفیان	۶ھ	۳۶	۵ سال	۴۴ھ	۷۴	مدینہ منورہ	۶۵
۱۰	صفیہؓ بنت حیی بن اخطب	۷ھ	۱۷	پونے چار سال	رمضان ۵۰ھ	۶۰	مدینہ منورہ	۱۰
۱۱	میمونہ بنت حارثؓ	ذوالقعدہ ۷ھ	۳۶	سواتین سال	۵۱ھ یا ۶۱ھ	۸۰	مقامِ سرف	۷۶

آنحضرت ﷺ کی باندیاں :

(۱) ماریہ قبطیہؓ : جنہیں مقوقس نے ۷ ھ میں آنحضرت ﷺ کے پاس بھیجا تھا، بہت حسین تھیں ۱۶ ھ میں وفات ہوئی۔

(۲) ریحانہؓ بنت شمعون : بنوقریظہ کی تھیں، ۱۰ ھ میں حجۃ الوداع کے بعد وفات ہوئی۔

(۳) نفیسہؓ : جو حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کی کنیز تھیں اُنہوں نے آنحضرت ﷺ کو ہبہ کر دیا تھا۔

(۴) ایک اَور کنیز جو کسی غزوۂ میں آئی تھیں اَور نہایت حسین تھیں۔

آنحضرت ﷺ کے صاحبزادے :

(۱) حضرت قاسمؓ : وِلادت بمکہ قبل نبوت، عمر ایک سال پانچ ماہ، مدفن مکہ معظّمہ، آپ ﷺ کی کنیت اَبوالقاسم اِسی وجہ سے ہے۔

(۲) حضرت عبداللہؓ : لقب طیب و طاہر، وِلادت بمکہ بعد نبوت، عمر ایک سال چند ماہ۔ حضرت خدیجہؓ کے بطن سے یہ دونوں تھے۔

(۳) حضرت اِبراہیمؓ : اَز ماریہ قبطیہؓ، عمر ایک سال چار ماہ، وفات ۱۰/ ربیع الاوّل ۱۰ ھ، مدفن جنت البقیع۔

آنحضرت ﷺ کی صاحبزادیاں :

(۱) حضرت زینبؓ : وِلادت قبل نبوت، وفات ۸ ھ، مدفن جنت البقیع۔

(۲) حضرت رُقیہؓ : حضرت زینبؓ سے تین برس چھوٹی تھیں، وفات ۲۰ شوال ۲ ھ، مدفن جنت البقیع

(۳) حضرت اُم کلثومؓ : وِلادت قبل بعثت، وفات پنجشنبہ ۶/ شعبان ۹ ھ، مدفن جنت البقیع۔

(۴) حضرت فاطمہؓ : وِلادت ۱/ نبوی، وفات شب منگل ۳/ رمضان ۱۱/ ھ، مدفن جنت البقیع۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِم

✿ ✿ ✿

قسط : ۲

حضرت اِمام حسن بن علی رضی اللہ عنہما

﴿ حضرت مولانا شاہ معین الدین صاحب ندوی ؒ ﴾

جنگِ جمل سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو روکنا :

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بعد جب حضرت عائشہ، طلحہ اَور زبیر رضوان اللہ علیہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص میں اُن کے قاتلوں سے بدلہ لینے کے لیے نکلے تو پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ مدینہ لوٹ چلیے اَور کچھ دِنوں کے لیے خانہ نشین ہو جائیے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے میں اِن حالات میں مدینہ لوٹنا اَور خانہ نشین ہو جانا اُمّت کے ساتھ فریب تھا اَور اِس سے اُمتِ اِسلامیہ میں مزید اِفتراق و اِنشقاق کا اَندیشہ تھا اِس لیے واپس نہ ہوئے۔ (اَخبار الطّوال ص ۱۵۵)

جنگِ جمل :

یہ وہ وقت تھا کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اَور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے لیے نکل چکے تھے اِس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی مقابلہ کی تیاریاں شروع کر دیں، جب آپ بالکل آمادہ ہو گئے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بھی چار و ناچار آپ کی حمایت میں نکلنا پڑا چنانچہ والد بزگوار کے حکم کے مطابق حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اہلِ کوفہ کو اُن کی اِمداد پر آمادہ کرنے لیے کوفہ تشریف لے گئے اُن ہی اَیام میں حضرت اَبوموسیٰ اَشعری رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو خانہ جنگی اَور فتنہ و فساد سے روکنے کے لیے کوفہ آئے ہوئے تھے اَور جامع کوفہ میں تقریر کر رہے تھے کہ :

> ''برادرانِ کوفہ! تم لوگ عرب کی بنیاد بن جاؤ تاکہ مظلوم اَور خوفزدہ تمہارے دامن میں پناہ لیں۔ لوگو! فتنہ اُٹھتے وقت پہچان نہیں پڑتا بلکہ مشتبہ رہتا ہے، فرو ہونے کے بعد اُس کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے۔ معلوم نہیں یہ فتنہ کہاں سے اُٹھا ہے اَور کس نے اُٹھایا ہے اِس لیے تم لوگ اپنی تلواریں میان میں کرلو، نیزہ کے پھل نکال ڈالو، کمانوں کے چلّے کاٹ دو

اَور گھروں کے اَندرونی حصہ میں بیٹھ جاؤ۔ لوگو! فتنہ کے زمانے میں سونے والا کھڑے ہونے والے سے اَور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہے۔''

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مسجد پہنچ کر یہ تقریر سنی تو حضرت اَبوموسی رضی اللہ عنہ کو روک دیا اَور فرمایا تم یہاں سے نکل جاؤ اَور جہاں جی میں آئے چلے جاؤ اَور خود ممبر پر چڑھ کر اہلِ کوفہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اِمداد پر اُبھارا چنانچہ آپ کی دعوت اَور حجر بن عدی کندی کی تقریر پر نو ہزار چھ سو پچاس کوفی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے پر آمادہ ہو گئے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اُن سب کو لے کر مقامِ ذی قار میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مل گئے اَور جنگ کے فیصلے تک برابر ساتھ رہے۔ (اَخبار الطّول ص ۱۵۴)

جمل کے بعد صفین کا قیامت خیز معرکہ ہوا۔ اِس میں بھی آپ اپنے والد بزرگوار کے ساتھ تھے اَور اِلتوائے جنگ پر جو عہد نامہ مرتب ہوا تھا اُس میں شاہد تھے۔ (مسعودی ج ۴ ص ۳۶۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت :

خلافت کے پانچویں سال ابنِ ملجم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کیا زخم کاری لگا اِس لیے نقل و حرکت سے معذور ہو گئے چنانچہ جمعہ کی اِمامت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو تفویض فرمائی اِس جمعہ میں آپ نے ذیل کا خطبہ دیا :

''خدا نے جس نبی کو مبعوث کیا اُس کو ایک ذات، ایک قبیلہ اَور ایک گھر عنایت فرمایا۔ اُس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کو مبعوث کیا جو شخص ہم اہلِ بیعت کا کوئی حق تلف کرے گا خدا اُس اِتلافِ حق کے بقدر اُس شخص کا حق گھٹا دے گا۔'' (طبری)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زخم نہایت کاری تھا جب بچنے کی کوئی اُمید باقی نہ رہی تو بعض ہوا خواہوں نے آپ سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے آئندہ جانشینی اَور خلافت کے بارے میں سوال کیا آپؓ نے فرمایا:

''نہ میں حکم دیتا ہوں اَور نہ میں روکتا ہوں۔'' (مسعودی ج ۳ ص ۳۶۳)

زخمی ہونے کے تیسرے دِن حضرت علی رضی اللہ عنہ جنت الفردوس کو سُدھارے۔ حضراتِ حسنین اَور جعفر رضی اللہ عنہم نے غسل دیا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اَور نمازِ فجر سے قبل آپ کا جسدِ خاکی مقامِ رحبہ میں جامع مسجد کے متصل سپردِ خاک کیا گیا۔ (مسعودی ج ۳ ص ۳۶۳)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیعتِ خلافت :

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقبوضہ علاقہ کے علاوہ باقی سارے ملک کی نظریں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف تھیں چنانچہ والد بزرگوار کی تدفین سے فراغت کے بعد آپ جامع مسجد تشریف لائے مسلمانوں نے بیعت کے لیے ہاتھ بڑھائے آپ نے اُن سے بیعت لی اَور بیعت کے بعد حسبِ ذیل تقریر اِرشاد فرمائی :

''لوگو! کل تم سے ایک ایسا شخص بچھڑا ہے کہ نہ اَگلے اُس سے بڑھ سکے اَور نہ پچھلے اُس کو پاسکیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اُس کو اپنا علم مرحمت فرما کر لڑائیوں میں بھیجتے تھے وہ کبھی کسی جنگ سے ناکام نہیں لوٹے۔ میکائیل علیہ السلام اَور جبرائیل علیہ السلام چپ و راست اُس کے جلو میں ہوتے تھے اُس نے سات درہم کے سوا جو اُس کی مقرر تنخواہ سے بچ رہے تھے سونے چاندی کا کوئی ذرّہ نہیں چھوڑا ہے، یہ دِرہم بھی ایک خادم خریدنے کے لیے جمع کیے تھے۔'' [۱]

اِس بیعت و تقریر کے بعد آپ مسندِ خلافت پر جلوہ اَفروز ہوئے۔

اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا جارحانہ اِقدام :

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اَور اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں بہت قدیم اِختلاف چلا آرہا تھا اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ اُن کی حیات ہی میں عالم اِسلامی پر حکومت کرنے کا خواب دیکھ رہے تھے لیکن جناب اَمیر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی زندگی میں یہ خواب منتِ کش تعبیر نہ ہوا۔ آپ کی وفات کے بعد اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ جذبہ دفعۃً نہایت شدت کے ساتھ اُبھر آیا۔ اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم تھا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ صلح پسند ہیں اَور جنگ و جدّ ال دِل سے ناپسند کرتے ہیں۔ اَور واقعہ بھی یہی تھا کہ حضرتِ حسن رضی اللہ عنہ کو قتل و خون ریزی سے شدید نفرت تھی اَور اِس قیمت پر وہ خلافت لینے پر آمادہ نہ تھے چنانچہ آپ نے پہلے ہی یہ طے کر لیا تھا کہ اگر اِس کی نوبت آئی تو اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اپنے لیے کچھ مقرر کرا کے خلافت سے دست بردار ہو جائیں گے۔ (طبری ج ۷ ص ۱)

---

[۱] طبقات ابن سعد جز ۳ ق اَوّل ذکر علیؓ، حاکم نے مستدرک میں اِس کو خفیف تغیر کے ساتھ نقل کیا ہے۔

اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اِن حالات کا پورا اَندازہ تھا اِس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ہی اُنہوں نے فوجی پیش قدمی شروع کردی اَور پہلے عبداللہ بن عامر بن کریز کو مقدمۃ الجیش کے طور پر آگے روانہ کردیا۔ یہ اَنبار ہوتے ہوئے مدائن کی طرف بڑھے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی مقابلہ کے لیے آمادگی اَور واپسی :

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اُس وقت کوفہ میں تھے آپ کو عبداللہ بن عامر کی پیش قدمی کی خبر ہوئی تو آپ بھی مقابلہ کے لیے کوفہ سے مدائن کی طرف بڑھے ساباط پہنچ کر اپنی فوج میں کمزوری اَور جنگ سے پہلوتہی کے آثار دیکھے اِس لیے اُسی مقام پر رُک کر حسبِ ذیل تقریر کی :

''میں کسی مسلمان کے لیے اپنے دِل میں کینہ نہیں رکھتا اَور تمہارے لیے بھی وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں۔ تمہارے سامنے ایک رائے پیش کرتا ہوں اُمید ہے کہ اُسے مسترد نہ کروگے جس اِتحاد و یکجہتی کو تم ناپسند کرتے ہو وہ اِس تفرقہ اَور اِختلاف سے کہیں اَفضل و بہتر ہے جسے تم چاہتے ہو، میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میں سے اکثر اَشخاص جنگ سے پہلوتہی کر رہے ہیں اَور لڑنے سے بزدلی دِکھا رہے ہیں میں تم لوگوں کو تمہاری مرضی کے خلاف مجبور کرنا نہیں چاہتا۔''

یہ خیالات سن کر لوگ سناٹے میں آگئے اَور ایک دُوسرے کا منہ تکنے لگے اگرچہ کچھ لوگ جنگ سے پہلوتہی کر رہے تھے تاہم بہت سے خارجی عقائد کے لوگ جو آپ کے ساتھ تھے وہ معاویہ رضی اللہ عنہ سے لڑنا فرض عین سمجھتے تھے۔ اُنہوں نے جب یہ رنگ دیکھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بھی برا بھلا کہنے لگے اَور اُن کی تحقیر کرنی شروع کردی۔ اَور جس مصلّٰی پر آپ تشریف فرما تھے حملہ کر کے اُسے چھین لیا اَور پیراہن مبارک کھسوٹ کر گلے سے چادر کھینچ لی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے یہ برہمی دیکھی تو گھوڑے پر سوار ہوگئے اَور ربیعہ و ہمدان کو آواز دی۔ اُنہوں نے بڑھ کر خارجیوں کے نرغہ سے چھڑایا اَور آپ سیدھے مدائن روانہ ہوگئے۔

راستہ میں جراح بن قبیصہ خارجی حملہ کی تاک میں چھپا ہوا تھا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ جیسے ہی اُس کے قریب سے ہو کر گزرے اُس نے حملہ کر کے زانوئے مبارک زخمی کردیا۔ عبداللہ بن خطل اَور عبداللہ بن

ظبیان نے جو اِمام کے ساتھ تھے جراح کو پکڑ کر اُس کا کام تمام کر دیا اُور حضرت حسن رضی اللہ عنہ مدائن جا کر قصر اَبیض میں قیام پذیر ہو گئے اُور زخم بھرنے تک ٹھہرے رہے، شفاء یاب ہونے کے بعد پھر عبداللہ بن عامر کے مقابلہ کے لیے تیار ہو گئے۔

اِس دوران اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اَنبار پہنچ چکے تھے اُور قیس بن عامر کو جو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہاں متعین تھے گھیر لیا تھا اُدھر معاویہؓ نے قیس کا محاصرہ کیا دُوسری طرف حضرت حسن رضی اللہ عنہ اُور عبداللہ بن عامر بالمقابل آ گئے عبداللہ اِس موقع پر یہ چال چلا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی فوج کو مخاطب کر کے کہا کہ عراقیو! میں خود جنگ نہیں کرنا چاہتا میری حیثیت صرف معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقدمۃ الجیش کی ہے اُور وہ شامی فوجیں لے کر خود اَنبار تک پہنچ چکے ہیں اِس لیے حسن رضی اللہ عنہ کو میرا سلام کہہ دو اُور میری جانب سے یہ پیام پہنچا دو کہ اُن کو اپنی ذات اُور اپنی جماعت کی قسم جنگ ملتوی کر دیں۔ عبداللہ بن عامر کا یہ اَفسون کارگر ہو گیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ہمراہیوں نے اِس کا پیام سنا تو اُنہوں نے جنگ کرنا مناسب نہ سمجھا اُور پیچھے ہٹنے لگے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اِسے محسوس کیا تو پھر مدائن لوٹ گئے۔ (جاری ہے)

ماہنامہ اَنوار مدینہ لاہور میں اِشتہار دیکر آپ اَپنے کاروبار کی تشہیر
اُور دینی اِدارہ کا تعاون ایک ساتھ کر سکتے ہیں!

نرخ نامہ

بیرون ٹائٹل مکمل صفحہ	2000		اَندرون رسالہ مکمل صفحہ	1000
اَندرون ٹائٹل مکمل صفحہ	1500		اَندرون رسالہ نصف صفحہ	500

قسط : ۱

دارُ العلوم دیو بند کے مردِ دَانا و دَرویش کی رِحلت

﴿ تحریر : حضرت مولانا نور عالم خلیل صاحب اَمینی، اِنڈیا ﴾

اُستاذ اَدبِ عربی دارُ العلوم دیو بند

نگہ بلند ، سخن دِل نواز ، جاں پُرسوز
یہی ہے رختِ سفر ، میرِ کارواں کے لیے

شوال ۱۳۹۵ھ کے اَوائل اَور اکتوبر ۱۹۷۵ء کے اَواخر کی بات ہے دارُ العلوم ندوۃ العلما لکھنو میں مشہور ۸۵ سالہ جشنِ تعلیمی منعقد ہوا جس میں دارُ العلوم دیو بند کے اہم اَرکانِ شوریٰ کے ساتھ حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شرکت کی۔ سہ روزہ تقریب کے پہلے دِن فجر کی نماز کے معاً بعد اَمیرِ شریعت حضرت مولانا سیّد شاہ منت اللہ صاحب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۳۲ھ۔۱۹۱۳ء/ ۱۴۱۱ھ۔۱۹۹۱ء) کے ساتھ دارُ العلوم ندوۃ العلماء کی مسجد کے صدر گیٹ پر حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی بار اِس طرح ملاقات ہوئی کہ جب راقم نے بڑھ کر دونوں حضرات سے سلام کے بعد مصافحہ کیا تو حضرت اَمیرِ شریعت نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے میرا تعارف کراتے ہوئے فرمایا کہ یہ مولانا نور عالم قاسمی اَمینی ہیں یہاں عربی زبان واَدب کے ہر دل عزیز اُستاذ ہیں، مولانا علی میاں اِن کی بہت قدر کرتے ہیں۔ پھر اَمیرِ شریعت نے راقم سے فرمایا: آپ اِنھیں جانتے ہیں؟ عرض کیا: حضرت! بد قسمتی سے نہیں جانتا۔ فرمایا: یہ دارُ العلوم دیو بند کے موقر رُکنِ شوریٰ حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب ہیں۔ راقم نے عرض کیا: نام تو حضرت کا بار بار سنا ہے لیکن دِید شُنید کی سعادت پہلی بار حاصل ہو رہی ہے۔ اَمیرِ شریعت نے فرمایا: اَور میرا اِن کا خصوصی تعلقِ خاطر کا رشتہ ہے، یہ میرے رفیقِ درس بھی رہے تھے، میں اِن کے یہاں بجنور آم کی دعوت کھانے اَور دیگر مواقع سے بھی وقتاً فوقتاً مہمانی کرنے جاتا رہتا ہوں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے یہ پہلی ملاقات تھی: چہرے پر معصومیّت، دانائی بھری خاموشی، باوقار شخصیت، بھرا پُرا بدن، کشیدہ قامت، آنکھوں میں اُنسیت و محبت، سلوک و اَدا سے پھوٹتی ہوئی شرافت، اَنگ

اَنگ سے رِستی ہوئی خاکساری و بے نفسی، چال میں متانت، پیشانی پر خاندانی رِفعت کی نمایاں لکیریں، ہونٹوں پر پُر سکون تبسّم چنانچہ حضرت اَمیرِ شریعت کی ساری گفتگو کے دوران حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے صرف معنٰی ریز مسکراہٹ ہی پر اِکتفا فرمایا۔

اِس واقعہ کے سات سال بعد ۱۵ر شوال ۱۴۰۲ھ/ ۶ر اگست ۱۹۸۲ء کو راقم الحروف دارُالعلوم میں نئی اِنتظامیہ کی عملداری کے بعد اُس کی مجلسِ شوریٰ کے حکم کے بہ موجب عربی زَبان واَدب کے اُستاذ اَور اُس کے عربی ترجمان ''اَلداعی'' کے چیف اَیڈیٹر کی حیثیت سے دارُالعلوم وارِد ہوا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہی دارُالعلوم کے باقاعدہ مہتمم اَور اُس کے سیاہ سفید کے مالک کی حیثیت سے برسرِعمل تھے۔ دارُالعلوم آمد کے بعد ہی راقم کو سب سے پہلے ''اَلداعی'' کے اِجرائے نو اَور اُس کے پہلے شمارے کی ترتیب و تیاری اَور اِشاعت کے لیے دارُالعلوم کے اِنتظامی عدمِ ٹھہراؤ اَور بندوبستی اِنتشار کے اُس عہدِ پریشاں میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے دِن میں کئی کئی بار ملنے کا اِتفاق ہوا۔ اِس صورتِ حال میں جس میں دارُالعلوم کا اُن سے نیچے کا ہر اَہلکار آشفتہ سا محسوس ہوتا تھا، راقم نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ میں سمندر کی گہرائی اَور صحرا کا سکون محسوس کیا۔ دارُالعلوم میں اُس کے بعد بھی آشفتگی کے کئی دور آئے جس میں اُس کے بہت سے خُدَّام تَحَیُّر کا شکار نظر آئے لیکن اِنصرام واِنتظام کے اَصل مرکز ہونے کے باوجود اُن پر پریشاں خاطری کا کوئی عَالَم کبھی طاری نہ ہوا۔ اِنسان کی عظمت، فکری رفعت، حاضر دماغی اَور بیدار مغزی کا اَصل جوہر نازک حالات اَور کٹھن وقت میں ہی آشکارا ہوتا ہے۔ سطحی اِنسان جو فکری بلندی سے بے مایہ اَور حوصلے سے تہی دامن ہوتا ہے ایسے وقت میں بسا اَوقات حواس کھو بیٹھتا ہے اَور پیش آمدہ مسئلے سے عہدہ برآ ہونے کی کوئی کارآمد تدبیر کرنے پر قادر نہیں ہوتا۔

حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۸۱ء سے ۲۰۱۰ء (۱۴۰۱ھ سے ۱۴۳۱ھ) تک کم وبیش ۲۹ سال دارُالعلوم دیوبند کے مہتمم رہے۔ اُن کی بے پایاں حصول یابیوں اَور کارہائے اِہتمام میں اُن کی بے حساب کامرانیوں کا سرچشمہ اُن کی نیکی وسادگی، اِخلاص و بے لوثی، دیانت داری و پرہیز گاری، شب بیداری وخوش اَوقاتی، جذبہ احتساب اَور دارُالعلوم کی خدمت کو ذریعہ نجات سمجھنے کے ساتھ اُن کا یہ عظیم وصف تھا کہ اُن کے اَندر کا اِنسان بڑا حوصلہ مند، غیر معمولی معنوی طاقتوں (Morale) اَور آہنی اِرادوں کا حامل تھا۔

راقم کو یاد ہے کہ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ (۱۳۱۵ھ۔۱۸۹۷ء/ ۱۴۰۳ھ۔۱۹۸۳ء) جیسے عظیم المرتبہ، عالمی شہرت کے حامل، علم و عمل کی جامعیت میں ممتاز اَور اِنسانی خوبیوں کے سراپا کی جگہ حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مہتمم مقرر کیے جانے کو اُس وقت دارُالعلوم دیوبند کے اَکثر فضلاء اَور عام پڑھے لکھے لوگ ایک بے جوڑ سی بات محسوس کرتے تھے۔ عام طور پر لوگ کہتے تھے کہ دارُالعلوم کی یہ کیسی بدقسمتی ہے کہ علمی و عملی پہلو سے غیر معمولی اِنسان کے بعد اَب اُس کی کشتی کا ناخدا ایک ایسا اِنسان بنایا گیا ہے جو اُس کے حوالے سے اِنتہائی ''معمولی'' ہی کہا جائے گا، گویا دارُالعلوم آسمان سے گرا تو کھجور میں بھی نہیں اَٹکا بلکہ زمین پر آ رہا۔

اِنسان عموماً کوتاہ بیں اَور ظاہر پرست ہوتا ہے وہ عالم الغیب بھی نہیں ہوتا اُس پر اِنسان کی فکر و عمل کی عظمتوں اَور کمالات کے پرت اُس کی آئندہ زندگی میں ہی کھلتے ہیں اِس لیے وہ اُس کے ماضی اَور حال کے اِکتسابات کی روشنی ہی میں اُس پر اچھے بُرے ہونے کا حکم لگاتا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف یہ کہ تقریر و تحریر کے آدمی نہ تھے بلکہ اِنتہائی خاموش طبع واقع ہوئے تھے، ضرورت کے مطابق اَور اِنتہائی ضرورت کے وقت ہی لب کشا ہوتے تھے۔ درس و تدریس کا بھی کوئی مشغلہ نہیں رہا تھا جس سے تلامذہ اَور مستفیدین کی ایک جماعت بنتی اَور حسبِ اِفادہ حسنِ تذکرہ کا ذریعہ ہوتی ہے۔ تقریر تو کجا عام مجلس میں ''مشاق مقرروں'' کی طرح دُعائیں بھی رَوانی سے اَور اَثر اَنگیز اَنداز میں نہیں کرا پاتے تھے اِس لیے شروع کے دو تین برسوں میں تو اَور بھی لوگ اُنھیں ''بے زبان'' بلکہ ''بے علم'' اَور ''غیر سودمند مہتمم'' تصور کرتے تھے۔

لیکن دِن گزرنے کے ساتھ ساتھ اُن کی عظمتوں کے پرت کھلنے لگے اَور لوگوں کو ماننا پڑا کہ دارُالعلوم کے حوالے سے وہ ''وقت کے مطلوبہ آدمی'' ہیں جسے عربی میں ''رَجُلُ السَّاعَةِ'' کہا جاتا ہے۔ بالخصوص اِنتظام و اِنصرام کے باب میں وہ ایسے ''بے نظیر'' ثابت ہوئے کہ اُن کی وفات کے بعد لوگوں کی زبان پر عام طور پر یہ بات ہے کہ پتا نہیں اَب اَیسا ''مردِ دانا'' (رجلِ رشید) دارُالعلوم کو ملے گا کہ نہیں؟

یہاں یہ ریکارڈ کرنا ضروری ہے کہ دارُالعلوم دیوبند صلحائے اُمت کے مطابق اِلہامی تعلیم و تربیت گاہ ہے۔ اِس کی بنیاد واقعتاً تقویٰ پر اِستوار ہوئی ہے اِسی لیے اِس کو ہر خاص و عام میں عجیب سی محبوبیت و مقبولیت اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے۔ خدائے کریم نے ہمیشہ اِس کی حفاظت کی ہے، بڑے سے بڑے طوفان

میں اِس کی کشتی گرداب میں نہیں پھنسی، نازک سے نازک وقت میں (جو اَگر کسی اَور عام اِدارے اَور تعلیم گاہ پر آتا تو بالیقین اُس کا وجود ختم ہوجاتا) صاف طور پر محسوس ہوا کہ غیبی ہاتھ نے اِس کو ہر طرح کے خطرے سے نکال اَور ہر قسم کے ضرر سے بچالیا ہے۔ عروج وزوال کی سُنّتُ اللہ فرد، جماعت اَور اِدارے کے ساتھ اپنا اَثر دِکھاتی رہی ہے اَور دِکھاتی رہے گی۔ ماضی کے ایسے اصحابِ یقین وعزیمت اَفراد اَب دارُالعلوم کو مُیَسَّر ہیں نہ اُمتِ مسلمہ کو لیکن اِس وقت تک دارُالعلوم کا ہر طوفان سے بہ خیروخوبی نکل آنا یہ بتاتا ہے کہ اللہ ربّ العزّت کو اَبھی بھی دارُالعلوم کا کردار اَدا کرتا رہنا منظور ہے اَور نمود ونمائش کی پرستاری کے اِس دور میں اَور مادّیت کے سیلِ بلاخیز کی اِس دُنیا میں وہ اِس کو حسبِ سابق محوِ عمل رکھنا چاہتا ہے تاکہ وہ یہ ثابت کرے کہ عمل اَور کردار سے ہی وہ کسی فرد یا جماعت کو سُرخروئی عطا کرتا ہے نہ کہ بات بنانے، شور مچانے اَور پروپیگنڈہ کرنے سے۔ اَوّل الذکر فرد یا جماعت کو وہ اُسی طرح کی ساحرانہ محبوبیت عطا کرتا ہے جیسی دارُالعلوم دیوبند کو اَور ثانی الذکر فرد یا جماعت کو سخن بسیار اَور ساری کوششوں کے باوجود خلقِ خدا کے نزدیک کسی لائقِ تذکرہ مقبولیت سے ہمکنار نہیں کرتا۔

اِسی لیے ہمیں یقین ہے کہ دارُالعلوم کی خدمت بالخصوص اُس کے اعلیٰ اِنتظامی منصب (اہتمام) کے لیے کسی شخصیت کے اِنتخاب میں ربِّ کریم کی توفیقِ خاص کارفرما رہتی ہے اَور یہ توفیقِ ربّانی اُس کو ہمیشہ صحیح سمت میں چلنے اَور غلط سمتوں میں قدم بڑھانے سے بچے رہنے کے لیے راہنمائی کرتی رہتی ہے۔ بعض دفعہ بظاہر وہ شخصیت ''معمولی'' ہوتی ہے لیکن اللہ پاک اپنی قدرت سے اُس سے بڑے بڑے کام لیتا ہے اَور دارُالعلوم کو اپنا کردار اَدا کرتے رہنے کے لیے جن دیدہ ونادیدہ اَور مادّی ومعنوی وسائل کی ضرورت ہوتی ہے وہ اُس کے ذریعے اُسے مُیَسَّر کراتا رہتا ہے اَور ''وَلِلّٰہِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ'' کی سچائی کے مظاہر سامنے لاتا رہتا ہے۔ اِنسان اَگر بہت باصلاحیت بھی ہو تو خدا کی توفیق کے بغیر بالکل بے صلاحیت ہوتا ہے اَور بے صلاحیت بھی ہو تو خدا کی توفیق سے بہت باصلاحیت ہوتا ہے۔ بعض دفعہ اِنسان میں علمی صلاحیت اَور اُسکے نتیجے میں حاصل ہونے والی شہرت وعزت ونیک نامی نہیں ہوتی لیکن کسی ذمے داری کے بادلِ ناخواستہ قبول کرلینے کے بعد اُس میں بے پناہ خوابیدہ صلاحیتیں بیدار ہوجاتی ہیں اَور اِنتظامی سطح پر اُس سے ایسے کارنامے ظہور میں آتے ہیں کہ لوگ حیرت زدہ رہ جاتے ہیں۔ اَسباب کے ذریعے مُسَبَّبَات کے ظہور میں آنے

کا یقین رکھنے والا ظاہر پرست اِنسان اُس وقت اُنگشت بہ دَنداں رہ جاتا ہے جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ بظاہر ''بے ہنر'' نے ہنرمندی کے اِتنے کام کیونکر اَنجام دے لیے لیکن خدائے وحدہ لاشریک کی قدرت علی الاطلاق پر یقین رکھنے والے کو اِس سلسلے میں کوئی حیرت نہیں ہوتی۔

حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جس وقت حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے آسمانِ علم وکمال کے تعاون کے لیے کارگزار مہتمم اَور اُن کے مستعفی ہوجانے کے بعد باقاعدہ مہتمم نامزد کیا گیا اُس وقت کی مجلس شوریٰ میں بھی خاصے اہلِ علم وکمال کی کوئی کمی نہ تھی لیکن اَرکانِ شوریٰ نے بالاتفاق اِصرار کے ساتھ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہی کو اِس منصبِ عالی کے لیے مقرر کیا۔ کردار وعمل کی زمین پر اللہ نے اُن سے جو کام کرائے اُن سے واضح ہوگیا کہ اِس بڑی ذمہ داری کے اِس عہدے کے لیے اُن کا اِنتخاب توفیقِ ربّانی کی دَین تھا۔

تقریر سے ممکن ہے نہ تحریر سے ممکن
وہ کام جو اِنسان کا کردار کرے ہے

(جاری ہے)

اِسلام کی اِنسانیت نوازی

﴿ حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری، اِنڈیا ﴾

اِسلامی جہاد کا مطلب :

اِسلام اپنا ایک وقار اَور عزت بھی رکھتا ہے وہ اپنے ماننے والوں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ اُن کی سب سے بڑی عزت اِسلام سے وابستہ ہے لہٰذا اگر کوئی دُشمن اِسلام پر حملہ آور ہو اَور مسلمانوں کو مٹانے پر تُل جائے جیسا کہ آج کل کے عالمی فرعونوں کا حال ہے تو پھر اَمن کا تقاضہ یہ ہوتا ہے کہ ایسی طاقتوں کی چیرہ دَستیوں سے اِسلام اَور اہلِ عالم کو بچانے کے لیے اَور دُنیا میں مظلوموں کے حقوق کی بازیابی کے لیے جو بھی اِقدام عالمی منشور کے اِعتبار سے ممکن ہو اُس کو بروئے کار لانے میں دریغ نہ کیا جائے۔ ظالم کے مقابلہ میں مظلوموں کی طرف سے دفاع کرنا اِسلام کی نظر میں عین عبادت ہے اِسی کو اِسلام کی اِصطلاح میں ''جہاد'' کہا جاتا ہے جسے آج مغربیت زدہ اَفراد نے ظلم کے مرادف قرار دیکر بدنام کر دیا ہے۔ اِس لیے یاد رہے کہ ظلم کرنا جہاد نہیں بلکہ ظلم کو مٹانے کے لیے جدو جہد کرنے کا نام جہاد ہے۔ اَب یہ جدو جہد کبھی پیشگی خطرات کو مٹانے کے لیے کی جاتی ہے اِسے ''اِقدامی جہاد'' کہتے ہیں اَور کبھی خطرہ کے وجود میں آنے کے بعد کی جاتی ہے اِسے ''دفاعی جہاد'' کا نام دیتے ہیں۔ اَور اِن دونوں طرح کی کوششوں کا مقصد صرف اَور صرف دُنیا میں اَمن کا قیام اَور فتنہ وفساد کا خاتمہ ہے۔ پھر اِس جدو جہد کو باقاعدہ اَنجام دینے کے لیے بھی شرعی ضابطے مقرر ہیں اِن ضوابط کے دائرے میں رہ کر جو جدو جہد کی جائے گی وہی جہاد کہلائے گی، محض جوش وخروش اَور خونریزی کو ہرگز جہاد کا نام نہیں دیا جاسکتا۔

جنگی حالات میں اِنسانیت نوازی کا مظاہرہ :

اِسلام کی اِنسانیت نوازی کی اِنتہا یہ ہے کہ وہ جنگی حالات میں بھی اِنسانی حقوق کا مکمل خیال رکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اِسلام کی پوری کوشش یہ ہوتی ہے کہ جنگ کا دائرہ بے قصوروں تک نہ پھیلے اَور مقابلہ صرف قصورواروں کی حد تک رہے۔ اِسلام نے دُشمنوں کے ساتھ کیے گئے معاہدہ جات کی حتی الامکان پاسداری کرنے کا سبق دیا ہے اَور پوری اِسلامی تاریخ اِس بات کی گواہی دیتی ہے کہ مسلمانوں نے علاقائی اَور

بین الاقوامی معاہدوں کو روبہ عمل لانے میں کبھی کوتاہی نہیں کی، جبکہ اُن کے مدِّ مقابل فوجوں کی تاریخ بدعہدی اَور غداری کے بدنما دھبوں سے داغدار رہی ہے۔ اِسلام نے ہمیشہ وسعت ظرفی کا ثبوت دیتے ہوئے قابو پاجانے کے باوجود دُشمنوں سے اِنسانی ہمدردی اَور رَواداری کا معاملہ کیا ہے جس کی روشن مثال فتح مکہ کا عظیم واقعہ ہے جب چشمِ فلک نے یہ حیرت ناک منظر دیکھا کہ محسنِ اِنسانیت، فخر دو عالم، رحمت للعالمین، حضرت محمد مصطفٰی ﷺ کی طرف سے اُن دُشمنوں کی عام معافی کا اعلان کیا گیا جو کل تک آپ کے جانی دُشمن تھے۔ حضرت اَبوسفیان رضی اللہ عنہ جو فتح مکہ سے قبل مسلمانوں کے خلاف کئی جنگوں کی قیادت کر چکے تھے اُنھوں نے فتح مکہ کے موقع پر اِسلام قبول کیا تو آپ ﷺ نے اُن کی دِلداری کرتے ہوئے اعلان کیا :

مَنْ دَخَلَ دَارَ اَبِیْ سُفْیَانَ فَھُوَ اٰمِنٌ وَمَنْ اَلْقَی السِّلَاحَ فَھُوَ اٰمِنٌ، وَمَنْ اَغْلَقَ بَابَہٗ فَھُوَ اٰمِنٌ. (مسلم شریف ۲/۱۰۴)

''جو شخص اَبوسفیانؓ کے گھر چلا جائے وہ اَمن میں ہے، جو ہتھیار ڈال دے اُس کی معافی ہے اَور جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرلے گا وہ بھی محفوظ رہے گا۔''

اَور ایک روایت میں ہے کہ اَولاً آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''جو شخص اَبوسفیانؓ کے گھر میں داخل ہوجائے وہ پناہ میں ہے'' مگر اَبوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے گھر میں آخر کتنے لوگ آپائیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''جو کعبہ میں داخل ہوجائے وہ بھی اَمن میں ہے'' پھر اَبوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کعبہ میں کتنے لوگ آسکیں گے؟ تو آپ ﷺ نے اعلان کیا کہ ''جو شخص مسجد حرام میں چلا جائے وہ بھی اَمن میں ہے'' اَبوسفیان رضی اللہ عنہ نے اِس کو بھی کم سمجھا تو آپ ﷺ نے آخری اعلان یہ فرمایا کہ ''جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کرکے بیٹھ جائے وہ بھی اَمان میں ہے'' یہ سن کر اَبوسفیان رضی اللہ عنہ نے اطمینان کا اِظہار کیا۔ (البدایة والنہایة ج ۴ ص ۲۸۶) نیز سیرت کی کتابوں میں یہ صراحت بھی ملتی ہے کہ فتح مکہ سے ایک روز قبل جب اَبوسفیان رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی ملاقات کے لیے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی پناہ میں اِسلامی لشکر میں آئے تھے تو دورانِ گفتگو اَنصارِ مدینہ کے سردار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے اِن سے یہ جملہ کہہ دیا تھا کہ آج یَوْمُ الْمَلْحَمَةِ (گوشت کاٹنے کا دِن) ہے۔ آج کعبہ کی عزت تارتار ہوجائے گی یعنی اہلِ مکہ سے بھرپور اِنتقام لیا جائے گا۔ حضرت اَبوسفیانؓ نے یہ جملہ شکایةً نبی اکرم ﷺ سے

جا کر نقل کر دیا تو آپ ﷺ نے حضرت سعد بن عبادہؓ کے قول کی تردید فرمائی اَور اِرشاد فرمایا کہ :

هٰذَا يَوْمٌ يُعَظِّمُ اللّٰهُ فِيْهِ الْكَعْبَةَ وَيَوْمٌ تُكْسٰى فِيْهِ الْكَعْبَةُ .

''آج تو وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ کعبہ کو عظمت عطاء فرمائے گا اَور آج کے دن کعبہ کو عزت کا لباس پہنایا جائے گا۔''

پھر آپ ﷺ نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو اَنصار کی فوج کی اَمارت سے معزول فرما دیا اَور فوج کی سب ٹکڑیوں کو حکم دیا کہ اُس وقت تک کوئی شخص کسی پر ہتھیار نہ اُٹھائے جب تک کہ اُس پر مقابل کی طرف سے حملہ نہ کر دیا جائے۔ (السنن الکبری بیہقی ج ۹ ص ۲۰۳)

بعد ازاں جب آپ ﷺ مکہ معظّمہ میں فروکش ہوئے تو آپ ﷺ نے بیت اللہ شریف کے دروازہ پر کھڑے ہو کر ایک عظیم خطبہ ارشاد فرمایا، اولاً آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا فرمائی۔ پھر اعلان کیا کہ جاہلیت کی تمام رسمیں ختم کی جاتی ہیں اور پرانے تمام جانی و مالی تنازعات (جو مکہ میں عام تھے) آج سے فراموش کئے جاتے ہیں پھر آپ ﷺ قریش سے اس طرح مخاطب ہوئے :

يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ ! اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذْهَبَ عَنْكُمْ نِخْوَةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَعَظُّمَهَا بِالْاٰبَاءِ. اَلنَّاسُ مِنْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ : يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ. (سورة الحجرات ۱۳)

اے خانوادۂ قریش! بیشک اللہ تعالیٰ نے تم سے تمہارے جاہلیت کا غرور اور آباء واجداد پر ایک دوسرے سے برتری کا سلسلہ مٹا دیا ہے۔ سب لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام کی پیدائش مٹی سے ہوئی ہے، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی (جس کا ترجمہ یہ ہے) اے لوگو ! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت (یعنی حضرت آدم و حوا علیہما السلام) سے پیدا کیا ہے، اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا، تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو۔ اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ (باقی صفحہ ۶۳)

گلدستۂ اَحادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

اُمتِ محمدیہ میں چالیس اَبدال ہوتے ہیں :

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بُدَلَاءُ اُمَّتِیْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا ، اِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ بِالشَّامِ وَثَمَانِیَۃَ عَشَرَ بِالْعِرَاقِ کُلَّمَا مَاتَ مِنْھُمْ وَاحِدٌ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ آخَرَ ، فَاِذَا جَاءَ الْاَمْرُ قُبِضُوْا. (روض الریاحین فی حکایات الصالحین ص ۱۵)

''حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : میری اُمت میں چالیس اَبدال ہوتے ہیں جن میں سے ۲۲ ملکِ شام میں اَور اَٹھارہ عراق میں رہتے ہیں جب بھی اُن میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی جگہ کسی اَور کو اُس کے قائم مقام کردیتے ہیں جب قیامت آئے گی تو سب فوت ہوجائیں گے۔''

حضرت مولانا اَشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اَبدال کے فوت ہونے پر دُوسرے اَبدال کو مقرر کرنے سے متعلق حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ ذکر کیا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ذکر کردیا جائے یہ واقعہ عبرت اَنگیز بھی ہے اَور سبق آموز بھی ہوسکتا ہے کسی کی رُشد و ہدایت کا ذریعہ بن جائے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے حضرت غوث اعظم کی ایک حکایت لکھی ہے اُن کے خادم کی روایت ہے کہ ایک بار اَخیر شب میں حضرت اُٹھے، خادم کہتے ہیں کہ میں سمجھا نمازِ تہجد کی تیاری کریں گے چنانچہ میں بھی اُٹھا تاکہ حضرت کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے۔ ویسے حضرت کو اپنے اُٹھنے کی اِطلاع نہ ہونے دی۔ واقعی بزرگوں کی خدمت ہے بڑی مشکل۔ اُنہوں نے جو کیا ٹھیک کیا۔ اطلاع کرنے کی ضرورت ہی کیا

تھی۔ کوئی احسان جتلانا تھوڑا ہی تھا۔ اَب تو اگر کوئی خدمت کرتے ہیں تو جتلا کر کرتے ہیں حالانکہ اَدب کی بات یہ ہے کہ خیال اَور نگرانی تو رکھے مگر خواہ مخواہ جا کر مزاحمت نہ کرے اَور تنہائی میں مخل نہ ہو خصوصًا اَخیر رات میں تو بزرگ یہ چاہتے ہیں کہ نہ کوئی ہمیں وضو کے لیے پانی لا کر دے نہ اِستنجے کا ڈھیلہ لا کر دے بلکہ اُس وقت تو یہ جی چاہتا ہے کہ کوئی سامنے بھی نہ آئے اپنے ہاتھ سے سب کام کریں کیونکہ وہ وقت ہی ایسا ہوتا ہے۔

چہ خوش وقتے و خرم روزگارے
کہ یارے برخورد از وصل یارے

بس اُس وقت یہ جی چاہتا ہے کہ بالکل تنہائی کا عالم ہو بلکہ یہ کیفیت ہوتی ہے کہ اپنے وجود کو بھی جی چاہتا ہے کہ یہ بھی نہ رہے، خود اپنا وجود بھی حجاب معلوم ہوتا ہے چنانچہ حضرت قلندرؒ جو اُس موقع پر صاحبِ مزار ہیں اِسی مضمون کو اپنے ایک شعر میں بیان فرماتے ہیں۔

غیرت از چشم برم روئے تو دیدم نہ دہم
گوشت را بجز حدیث تو شنیدن ندہم

لیجئے اپنی آنکھ پر بھی غصہ ہے یہ کیوں دیکھتی ہے میں ہی تجھے دیکھتا اَور میں ہی تیرا کلام سنتا یہ کان کیوں سنیں۔

واقعی صاحب یہ بھی حالت ہوتی ہے۔ حضرت عارف شیرازیؒ بھی اِس مضمون کو فرماتے ہیں اَور وہ تو قسم کھا رہے ہیں۔

بخدا کہ رشکم آید ز دوچشم روشن خود
کہ نظر دریغ باشد بہ چنیں لطیف رُوئے

آنکھ پر بھی رشک آتا ہے۔ سو وہ تو وقت ہی ایسا ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو بھی مٹانے کو جی چاہتا ہے اَور اگر کوئی اپنا خادمِ خاص بھی اُس وقت پاس کھڑا ہو تو وہ بھی پسند نہیں آتا۔ اِسی واسطے مؤدب خدام یہ کرتے ہیں کہ پاس کو تو لگے رہے لیکن اِس طرح کہ اپنی

موجودگی کی خبر نہ ہونے دی لیکن جب دیکھا کہ کوئی کام مخدوم کے قابو کا نہیں ہے فورًا حاضر ہو کر شریک ہوگئے اَور بعد فراغت پھر غائب۔

چنانچہ اِس خادم نے ایسا ہی کیا کہ خفیہ طور پر حضرت غوث پاکؒ کے پیچھے پیچھے لگا رہا۔ اِدھر حضرت نے کچھ توجہ بھی نہیں کی کہ میرے ساتھ تو کوئی اَور شخص تو نہیں ہے۔ غرض حضرت اُٹھ کر خانقاہ سے نکل کر سیدھے شہر پناہ کے پھاٹک پر پہنچے حضرت شیخ کی برکت اَور کرامت سے شہر پناہ کا قفل خود بخود کُھل کر گر گیا۔

حضرت کواڑ کھول کر شہر سے باہر ہوگئے۔ چند ہی قدم چلے تھے کہ ایک بڑا بھاری شہر نظر پڑا حالانکہ بغداد کے قریب کوئی اِتنا بڑا شہر کہاں؟ اَب خادم کو بڑی حیرت کہ یا اللہ! میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں لیکن بولے نہیں چپ چاپ ساتھ چلتے رہے۔ یہاں تک کہ اُس شہر کے اَندر داخل ہو کر ایک مقام پر پہنچے۔ وہاں ایک مکان تھا اُس کے اَندر داخل ہوئے اُس میں چند آدمیوں کا ایک مختصر سا مجمع تھا اَور ایک مسند پر تکیہ لگا ہوا تھا جیسے کسی کی آمد کا اِنتظار ہو رہا ہو۔ حضرت شیخ کو دیکھتے ہی وہ لوگ تعظیم کے لیے اُٹھے اَور حضرت کو مسند پر بٹھایا۔ پھر اِشاروں سے کچھ عرض معروض کی جس کو حضرت ہی سمجھے، خادم کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ اِس کے بعد ایک طرف سے آواز کراہنے کی آئی آہ آہ۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہ آواز بند ہوگئی۔ پھر کچھ دیر بعد ایسی آواز آنے لگی جیسے پانی ڈالنے کی ہوتی ہے پھر وہ بھی بند ہوگئی۔ پھر تھوڑی دیر بعد ایک حجرہ کھلا اَور اُس کے اَندر سے ایک جنازہ نکلا جس کے ہمراہ چند آدمی تھے اُن میں ایک بوڑھے نورانی شکل کے بزرگ بھی تھے۔ حضرت شیخ کے سامنے جنازہ رکھا گیا۔ حضرت نے نماز جنازہ پڑھائی پھر وہ لوگ جنازے کو لے گئے۔

اِدھر یہ لوگ جنہوں نے حضرت شیخ کا استقبال کیا۔ پھر آکر سب حضرت کے گرد بیٹھ گئے اَور اُسی طرح اِشاروں میں دوبارہ پھر کچھ عرض کیا اُس پر حضرت شیخ اُسی وقت گردن جھکا کر مراقب ہوئے تھوڑی دیر گزری تھی کہ ایک زنار دار شخص عیسائی لباس پہنے ہوئے حاضر ہوا۔ آپ نے اپنے دستِ مبارک سے اُس کا زنار توڑ دیا اَور کلمہ شریف پڑھا کر اُس کو

مسلمان کیا پھر حاضرین سے اِرشاد فرمایا کہ یہ ہے۔ پھر حضرت اُس جگہ سے اپنے مکان پر لوٹ آئے خادم کو اِسی اُدھیڑ پن میں اَور حیرت میں صبح ہوگئی کہ اے اللہ! یہ کیا قصہ ہے۔ یہ حضرت کی خدمت میں کچھ سبق بھی پڑھتے تھے۔ کیونکہ پہلے درویش اکثر عالم بھی ہوتے تھے تو چونکہ یہ خادم محض مرید نہ تھے بلکہ شاگرد بھی تھے۔ اِس لیے دِل کھلا ہوا تھا۔ کیونکہ یہ علاقہ شاگردی اُستادی کا بے تکلفی کا ہوتا ہے بہ خلاف پیری مریدی کے تعلق کے کہ اِس میں اِتنی بے تکلفی نہیں ہوتی۔ چنانچہ اُنہوں نے رات کے واقعہ کے متعلق دریافت کیا کہ حضرت یہ کیا معاملہ تھا مجھے اِس قدر حیرت ہے کہ میرے حواس درست نہیں۔ فرمایا کہ وہ شہر موصل تھا جو بغداد سے بہت دُور ہے لیکن حق تعالیٰ نے میرے لیے اِسے بالکل قریب کردیا اَور طے اَرض ہوگیا۔ اَور وہ مجمع جنہوں نے میرا اِستقبال کیا اَبدال تھے اَور اُنہیں میں سے ایک اَبدال قریب مرگ تھے جن کے کراہنے کی آواز آرہی تھی اَور وہ بوڑھے نورانی شکل والے بزرگ جو جنازے لے کر نکلے تھے وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ اُس جماعت نے مجھے باطنی طور پر اِطلاع دے کر دریافت کیا کہ اِس کی جگہ کون اَبدال مقرر کیا جائے۔ میں نے حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی۔ اِرشاد ہوا کہ قسطنطنیہ کے گرجا میں اِس وقت ایک نصرانی صلیب کو پوج رہا ہے اُس کو کردیا جائے۔

چونکہ کافر تو کسی عہدۂ باطنی پر ہو نہیں سکتا جیسا کہ آج کل لوگ سمجھتے ہیں کہ چماڑ چوڑے بھی صاحب ِخدمت ہوتے ہیں۔ کیا اللہ میاں کو خدمت کے لیے مسلمان نہیں ملتے جو چوڑوں چماڑوں سے کام لیں۔ سبحان اللہ! اچھی قدر کی ولایت کی، خوب سمجھ لو کہ کافر ہرگز ولی نہیں ہوسکتا، اگر کسی کافر کو ولی کرنا بھی ہوتا ہے تو اَوّل اُس کو اِسلام کی توفیق دی جاتی ہے چنانچہ اِس نصرانی کے معاملہ میں بھی یہی ہوا کہ قسطنطنیہ سے ایک دم زمین کی طنابیں کھینچ کر اُس کو حضرت شیخ کی خدمت میں پہنچایا گیا اَور حضرت شیخ کی توجہ کی برکت سے کلمہ پڑھنے کے ساتھ ہی وہ رُتبہ اَبدالیت پر پہنچ گیا حالانکہ نہ کوئی مجاہدہ کیا نہ ریاضت۔ (خطبات حکیم الامت ج ۱۱ ص ۲۵۹ تا ص ۲۶۲)

دینی مسائل

نذر کے چند مسائل :

مسئلہ : کسی نے منت مانی کہ میری کھوئی ہوئی چیز مل جائے تو میں آٹھ رکعت نماز پڑھوں گا تو اُس کے مل جانے پر آٹھ رکعت نماز پڑھنا پڑے گی چاہے ایک دم سے آٹھوں رکعتوں کی نیت باندھے یا چار چار کی نیت باندھے یا دو دو کی، سب اِختیار ہے۔ اَور اگر چار رکعت کی منت مانی تو چاروں ایک ہی سلام سے پڑھنا ہوں گی، الگ الگ دو دو پڑھنے سے نذر اَدا نہ ہوگی۔

مسئلہ : کسی نے ایک رکعت پڑھنے کی منت مانی تو پوری دو رکعتیں پڑھنی پڑیں گی اگر تین کی منت کی تو پوری چار اگر پانچ کی منت کی تو پوری چھ رکعتیں پڑھے، اِسی طرح آگے کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ : اگر یوں منت مانی کہ دس مسکین کو کھلاؤں گا تو اگر دِل میں کچھ خیال ہے کہ ایک وقت یا دو وقت کھلاؤں گا تب تو اُس طرح کھلا دے اَور اگر کچھ خیال نہیں تو دو وقت دس مسکین کو کھلا دے۔ اَور اگر کچا اَناج دے تو اُس میں بھی یہی بات ہے کہ اگر دِل میں کچھ خیال تھا کہ اِتنا اِتنا ہر ایک کو دُوں گا تو اُسی قدر دے اَور اگر کچھ خیال نہ تھا تو ہر ایک کو اِتنا دے جتنا صدقہ فطر میں بیان ہوا ہے۔

مسئلہ : اگر کسی نے کہا کہ میرا بیٹا اچھا ہو جائے تو ایک بکری ذبح کروں گا یا یوں کہا ایک بکری کا گوشت خیرات کروں گا تو منت ہوگئی۔ اگر یوں کہا کہ قربانی کروں گا تو قربانی کے دِنوں میں ذبح کرنا چاہیے اَور دونوں صورتوں میں اِس کا گوشت فقیروں کے سوا کسی اَور کو دینا اَور خود کھانا درست نہیں جتنا خود کھائے یا اَمیروں کو دیدے اُتنا پھر خیرات کرنا پڑے گا۔

مسئلہ : ایک گائے قربانی کرنے کی منت مانی پھر گائے نہیں ملی تو سات بکریاں کر دے۔

مسئلہ : یوں منت مانی تھی کہ جب میرا بیٹا آئے تو سو روپے خیرات کروں گا پھر آنے کی خبر پا کر اُس نے آنے سے پہلے ہی روپے خیرات کر دیے تو منت پوری نہیں ہوئی، آنے کے بعد پھر خیرات کرے۔

مسئلہ : یہ منت مانی کہ ایک ہزار مرتبہ دُرود شریف پڑھوں گا یا ہزار مرتبہ کلمہ پڑھوں گا یا ہزار مرتبہ اللہ اکبر پڑھوں گا تو منت ہوگئی اَور پڑھنا واجب ہوگیا۔

مسئلہ : یہ نذر مانی کہ ہزار دفعہ سبحان اللہ پڑھوں گا یا ہزار دفعہ لاحول پڑھوں گا تو منت نہیں ہوئی اَور پڑھنا واجب نہیں۔

مسئلہ : یہ منت مانی کہ دس قرآن مجید پڑھوں گا یا ایک پارہ پڑھوں گا تو منت ہوگئی۔

مسئلہ : یہ منت مانی کہ فلاں مسجد جو ٹوٹی پڑی ہے اُس کو بنوادُوں گا یا فلاں پُل تعمیر کروادُوں گا تو یہ منت بھی صحیح نہیں اَور اِس کے ذمہ کچھ واجب نہیں ہوا۔

مسئلہ : یہ منت مانی کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے گا تو منت پورا کرنے کے لیے ایک بکری یا بھیڑ ذبح کرے خود بیٹے کو ذبح کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ : نذر مانی اگر یہ بیماری دُور ہوگئی تو اِتنا صدقہ کروں گا۔ بیماری بظاہر ختم ہو کر پھر لوٹ آئی تو اَبھی نذر پوری کرنا واجب نہیں۔

نذر یا قسم :

مسئلہ : اگر ایسے کام کے ہونے پر منت مانی جس کے ہونے کو چاہتا اَور تمنا کرتا ہو کہ یہ کام ہو جائے جیسے یوں کہے اگر میں اچھا ہوجاؤں تو ایسا کروں، اگر میرا بھائی خیریت سے آجائے تو ایسا کروں، اگر میرا بیٹا مقدمہ سے بری ہوجائے یا نوکر ہوجائے تو ایسا کروں تو جب وہ کام ہوجائے تو منت پوری کرے۔

اَور اگر ایسے کام پر منت مانی جس کو کرنا نہیں چاہتا اَور اِس طرح کہا کہ اگر میں تجھ سے بولوں تو دو روزے رکھوں یا یہ کہا اگر آج میں نماز نہ پڑھوں تو ایک سو روپے خیرات کروں پھر اُس سے بول دیا یا نماز نہ پڑھی تو اِختیار ہے چاہے قسم کا کفارہ دیدے اَور چاہے دو روزے رکھے اَور ایک سو روپے خیرات کرے۔ کیونکہ یہ ظاہری صورت میں تو نذر ہے جبکہ معنٰی کے اعتبار سے قسم ہے کیونکہ غیر مطلوب کام پر قسم بھی اِسی لیے کھائی جاتی ہے کہ اِس کام سے بچ سکے۔

غیر اللہ سے نذر :

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اَور سے منت اَور نذر ماننا مثلاً یوں کہنا اے بڑے پیر اگر میرا کام ہوجائے تو میں تمہاری یہ بات کروں گا۔ قبروں اَور مزاروں پر جانا اَور وہاں منت ماننا شرک ہے اَور ایسی منت کی چیز کھانا بھی حرام ہے۔

اَخبارالجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۸ رصفر المظفر ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۳؍جنوری ۲۰۱۱ء کو جامعہ مدنیہ جدید کی مجلس شوریٰ کا سالانہ اِجلاس ہوا جس میں تعلیمی ،تعمیراتی اَور مالیاتی اُمور پر مشاورت ہوئی ۔تعلیمی و مالیاتی اُمور پر اطمینان کا اِظہار کرتے ہوئے اَرکانِ شوریٰ نے اہلِ خیر حضرات سے تعمیراتی اُمور پر خصوصی توجہ دینے کی پُر زور اپیل کی تاکہ دارُالاقامہ اور اَساتذہ کی رہائشگاہوں کی تعمیر ہوکر طلباء کے قیام اور اَساتذہ کی رہائشگاہوں کا اِنتظام ہوکر تعلیمی حالات مزید بہتر ہوسکیں ،دُعائے خیر پر اِجلاس ختم ہوا، والحمدللہ۔

۱۷ رجنوری کو جمعیت علماء اِسلام کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب حیدری بعد نمازِ مغرب جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اَور تحریک تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ کے موضوع پر طلباء سے خطاب فرمایا، بعداَزاں شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب کی رہائشگاہ پر تشریف لائے اَور چائے کی مجلس میں مختلف اُمور پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔

۲۱ رجنوری کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب رائیونڈ کے قریب مسجد شہداء اِسلام میں جمعہ کی نماز پڑھانے کے لیے تشریف لے گئے جہاں آپ نے عظمتِ صحابہؓ کے موضوع پر بیان فرمایا۔

سفرنامہ :

۳۱؍دسمبر کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب خادم وفاضل جامعہ مدنیہ جدید مولانا اِنعام اللہ صاحب کا نکاح پڑھانے کے لیے اُن کے آبائی گاؤں ضلع ٹانک براستہ ڈیرہ اِسماعیل خان کے لیے روانہ ہوئے ،رات کا قیام حاجی غلام مصطفیٰ صاحب کی رہائشگاہ پر ہوا۔ٹانک کے خیر محمد صاحب حضرت صاحب سے اَمیر حمزہ کمپلیکس کے اِفتتاح کے خواہش مند تھے جس کی بنا پر اُنہوں نے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے حضرات کو اَمیر حمزہ کمپلیکس میں آنے کی دعوت دی تھی، دوپہر بارہ بجے کے قریب حضرت صاحب ٹانک شہر میں پہنچ گئے ۔حضرت صاحب کی ٹانک شہر میں تشریف آوری پر ٹانک شہر کی عوام نے آپ کا والہانہ اِستقبال کیا۔

بعد اَزاں حضرت صاحب نے اَمیر حمزہ کمپلیکس کا اِفتتاح کرکے بھائی خیر محمد صاحب کے اِصرار پر اِنسانیت کی فلاح کے موضوع پر مختصر بیان فرمایا۔ بیان کے بعد حضرت صاحب ٹانک شہر کی جامع مسجد میانی میں نمازِ جمعہ پڑھانے کے لیے تشریف لے گئے جہاں حضرت صاحب نے حضور ﷺ کی سنتوں کو اَپنی زندگی میں لانے اَور اُن کے اہمیت کے موضوع پر بیان فرمایا۔ کھانے کے بعد حضرت صاحب نے مولانا اِنعام اللہ صاحب کا نکاح پڑھایا۔ عصر کے قریب یہاں سے ڈیرہ اِسماعیل خان کے لیے روانہ ہوئے۔

جامعہ مدنیہ جدید کے دورۂ حدیث کے طالب علم محمد عمیر صاحب جھنگوی کے والد محمد رفیق صاحب کا اِصرار تھا کہ حضرت جھنگ میں اُن کی رہائش گاہ پر تشریف لائیں چنانچہ حضرت صاحب نے ڈیرہ سے واپسی پر دوپہر کے کھانے کی دعوت قبول کرلی، ایک بجے کے قریب بھائی محمد عمیر صاحب کی رہائش گاہ پر پہنچے۔ اِس موقع پر محمد رفیق صاحب اَور اُن کے گھر کے دُوسرے اَفراد نے اِنتہائی خوشی اَور مسرت کا اِظہار فرمایا۔ عصر کے قریب حضرت صاحب نے محمد رفیق صاحب اَور دُوسرے اَفراد سے اِجازت چاہی اَور لاہور کے لیے روانہ ہوئے۔

بقیہ : اِسلام کی اِنسانیت نوازی

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اے خاندان قریش! تم کیا سمجھتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کروں گا، سب حاضرین نے کہا کہ ہمیں آپ سے بھلائی کی اُمید ہے آپ کریم ابن الکریم ہیں، تو آنحضرت ﷺ نے اعلان فرمایا: اِذْهَبُوْا ! فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ. (الروض الانف ۴/ ۱۷۱) جاؤ ! تم سب آزاد ہو۔

یہ ہے پیغمبر انسانیت حضرت محمد ﷺ کا اُسوۂ مبارکہ! جس کی مثال پیش کرنے سے دنیائے انسانیت عاجز ہے، اسی عظیم انسانی برتاؤ کی تعلیم، اسلام اپنے ماننے والوں کو دیتا ہے۔ (جاری ہے)

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمدللہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیز و اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ - 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+ V فون نمبر : 36152120 - 42 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر 0-7915 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر 1-1046 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)